ہندوستان میں علمِ حدیث کی اشاعت

تصنیف

مورخ اسلام مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

ترتیب

محمد صادق مبارک پوری

استاذ جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی

مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

ہندوستان میں
علمِ حدیث کی اشاعت

تصنیف

مورخ اسلام مولانا قاضی اطہر صاحب مبارک پوریؒ

ترتیب

محمد صادق مبارک پوری

استاذ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور، اعظم گڈھ

ناشر

مکتبہ الفہیم مئو ناتھ بھنجن یوپی

نام کتاب: ہندوستان میں علمِ حدیث کی اشاعت

نام مصنف: قاضی اطہر صاحب مبارک پوریؒ

ترتیب: محمد صادق مبارک پوری

اشاعت اوّل: نومبر 2006ء

تعداد اشاعت: ایک ہزار ایک سو

طابع و ناشر: مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

صفحات: 48

قیمت: =/22 روپے

کمپوزنگ: جمال کمپیوٹر، مئو۔ موبائل 9839561345

باہتمام

شفیق الرحمن، عزیز الرحمن

مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

Maktaba Al- Faheem

1st Floor Raihan Market Dhobia Imli Road

Sadar Chowk Mau Nath Bhanjan(U.P)

Ph 0547- 2222013 Mob 9336010224(R) 2520197

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين . أما بعد:

زیر نظر رسالہ ''ہندوستان میں علم حدیث کی اشاعت'' والد محترم مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری علیہ الرحمہ کا اہم ترین تاریخی مقالہ ہے، جو ۱۹۸۴ء میں ادبی سندھی کانفرنس سندھ پاکستان میں پڑھا گیا تھا، جس میں آپ نے شرکت کی تھی۔

عام طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں ہندوستان میں علم حدیث کی ابتداء ہوئی ہے، اور یہ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ ہندوستان میں قرون اولیٰ علم حدیث کی برکت سے خالی تھی، حالاں کہ واقعہ اس کے خلاف ہے، آپ نے اس کمی کو شدت سے محسوس کیا، اور اس خلاء کو پُر کرنے کی کوشش کی ہے، چوں کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد آپ کا خاص موضوع ہے، اور عرب و ہند تعلقات پر کئی کتابیں عربی، اردو میں شائع ہو چکی ہیں، اور آپ کی ذات اس میدان میں اتھارٹی تھی، اس لیے یہ موضوع آپ کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکا، اور آپ کی نظر دقیق ان صدیوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

آپ نے اس مقالہ میں یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد ہی سے حاملین علم حدیث کے قافلے کی آمد شروع ہو چکی تھی، اور وقت کے ساتھ یہ کارواں بڑھتا ہی گیا، اور قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونجنے لگی تھیں، جیسے ہندوستان میں علماء و محدثین آئے، اسی طرح یہاں کے علماء و محدثین عالم اسلام اور مرکز اسلام میں دینی و علمی خدمات انجام دینے لگے، چوں کہ مسلمانوں کی آمد علاقۂ سندھ میں ہوتی تھی، اس لیے علم حدیث کا اثر اکثر اطرافِ سندھ میں آیا۔

مورخ اسلام نے اس مقالہ کو لکھ کر ایک بہت بڑے خلاء کو پُر کیا ہے اور ہندوستان کی دینی و علمی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے، ویسے تو تدوین علم حدیث پر آپ کے مستقل مضامین ہیں، جو آپ کی کتاب ''مآثر و معارف'' میں شائع ہو چکے ہیں، جن میں مفصل

طور پر علم حدیث کی تدوین، کتب احادیث اور جرح وتعدیل پر سیر حاصل بحث کی ہے، ان شاء اللہ العزیز عنقریب اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ان مقالات کو الگ سے کتابی شکل دی جائے گی۔

یہ رسالہ اہل علم اور خاص طور پر مدارس اسلامیہ کے طلباء عزیز کے لیے مفید اور حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا، اور بحث و تحقیق کے میدان میں خوابیدہ صلاحیتوں کے بیدار کرنے کا محرک ثابت ہوگا۔

ہماری طرف سے اس کتابچہ کے ناشر عزیزان گرامی جناب شفیق وعزیز مالکان فہیم بکڈ پومئو شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور توفیق عطا فرمائے کہ داخل حسنات ہوں، اور مصنف مرحوم کو اس کاوش کے بدلے جنت الفردوس میں جگہ دے، آمین یارب العالمین۔

قاضی سلمان مبارک پوری

مدیر قاضی اطہر اسلامک اکیڈمی مبارک پور

ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

المرقوم یوم الجمعہ ۱۶/صفر ۱۴۲۷ھ

مطابق ۱۷/مارچ ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارفِ مصنف

مولانا قاضی اطہر صاحب مبارک پوریؒ

مورخِ اسلام، بلند پایہ محقق، عظیم مصنف، ماہر ادیب، قادر الکلام شاعر اور سادگی و تواضع میں سلف صالحین کی نظیر تھے۔

۴ رجب ۱۳۳۴ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۱۶ء میں مبارک پور میں پیدا ہوئے، آپ کے نانا مولانا احمد حسین صاحب رسول پوریؒ نے آپ کا نام عبدالحفیظ تجویز فرمایا، مگر قاضی اطہر سے مشہور ہوئے۔

قرآن کی ابتدائی تعلیم والدین سے پائی، آپ کی تعلیم و تربیت میں حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب مبارک پوریؒ، محی السنہ حضرت مولانا شکر اللہ صاحب مبارک پوریؒ، فقیہِ عصر مولانا مفتی محمد یٰسین صاحب مبارک پوریؒ اور جامع المنقول والمعقول حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رسول پوریؒ کا خاص طور سے حصہ ہے۔

دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد میں فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب مراد آبادیؒ، مولانا سید محمد میاں صاحبؒ اور مولانا محمد اسماعیل صاحب سنبھلیؒ سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں چند سال مدرس رہے۔

قاضی صاحب کی زندگی کا بیش تر حصہ صحافت میں گذرا، ''زم زم''، ''انصار''، اور ''انقلاب'' کے کالموں کو سجایا، طویل عرصہ تک البلاغ کی ادارت فرمائی۔

آپ تقریر بھی کرتے تھے، آپ کی تقریر بڑی دل نشیں ہوتی تھی، آپ پچاسوں کتابوں کے مصنف تھے، ان میں رجال السند والہند، خیر القرون کی درس گاہیں، ہندوستان

میں عربوں کی حکومتیں وغیرہ شامل ہیں ، آپ کے تصنیفی کارناموں کی گونج پورے عالم اسلام میں سنی جاتی ہے۔

قاضی صاحب علمی وتحقیقی شخصیت کے لحاظ سے بہت بڑے تھے ،مگر اپنے چھوٹوں سے بھی بہت محبت وشفقت کرتے تھے ،خود راقم الحروف کے ساتھ بڑی شفقت وکرم کا معاملہ فرماتے تھے۔

۲۷ رصفر ۱۴۱۷ھ ۱۴ رجولائی ۱۹۹۶ء یکشنبہ کا دن گذار کر شب میں دس بجے جوارِ رحمت میں پہونچ گئے ، دوسرے روز دوشنبہ کو تین بجے دن میں مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنارس ، رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے نماز جنازہ پڑھائی بنارس ، جون پور ، اعظم گڈھ ، مئو ، غازی پور ، گورکھپور وغیرہ کے علمائے کرام اور فضلائے عظام کے عظیم مجمع میں نماز جنازہ اور تدفین عمل میں آئی۔

محمد صادق بن مولانا جمیل احمد صاحب مبارک پوری
استاذ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور اعظم گڈھ
۲۰ رصفر ۱۴۲۷ھ بروز سہ شنبہ

سندھ میں علم حدیث اور محدثین

(-چوتھی صدی تک-)

''برصغیر ہندوسندھ میں علم حدیث اور محدثین'' کے موضوع پر متعدد علماء ومحققین نے خامہ فرسائی کی ہے، اور تقریباً سب کی تحقیق میں یہاں علم حدیث کا رواج چھٹی صدی کے بعد ہوا ہے، اور پہلے کی پانچ صدیاں اس سے خالی نظر آتی ہیں، اس تحقیق سے یہاں کی دینی وعلمی تاریخ میں بڑا خلا محسوس ہوتا ہے، اور باور کیا جانے لگا کہ اس سے پہلے اس ملک میں روایت حدیث ومحدثین اور ان کی تصانیف کا وجود نہیں تھا، اور نہ ہی یہاں حدیث کی تدریس وتعلیم کا سلسلہ جاری تھا، بعض علمی حلقوں کا خیال ہے کہ چھٹی صدی سے پہلے کچھ محدثین اور رواۃ حدیث تھے، مگر انھوں نے غیر ممالک میں درس وتدریس، اور تصنیف وتالیف میں سرگرمی دکھائی، نیز فنِ حدیث میں ان کو کوئی مقام ومرتبہ حاصل نہ تھا، ان خیالات کو راقم کی کتاب ''رجال السند و الهند الى القرن السابع'' اور ''العقد الثمين فى فتوح الهند ومن ورد بها من الصحابة التابعين'' اور دیگر کتابوں نے بے بنیاد بنادیا، ان خیالات کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے قدیم علماء ومحدثین اور ان کی تصانیف کے نام ونشان ہمارے سامنے نہ آسکے، اور بعد کے علمائے عجم کے علمی وفکری سیل نے قدماء کے ناموں اور کارناموں کو اس طرح بہادیا کہ یہاں کی قدیم دینی وعلمی تاریخ کے صفحات بالکل سپاٹ ہوگئے، اور جس طرح فقہائے ماوراء النہر کی تصانیف نے ائمہ احناف کی امہات کتب کو پیچھے ڈال دیا، اسی طرح ان کے شیوع ورواج نے قدیم فقہاء ومحدثین کی تصانیف کو ختم کردیا۔

ذیل میں ہم سندھ میں علم حدیث ومحدثین کی چار سو سالہ خالص اسلامی عربی تاریخ اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوگا کہ تاریخ اسلام کی ابتدا سے چوتھی صدی تک (جو علم حدیث کا زریں عہد ہے) یہاں بھی پورے عالم اسلام کی طرح علمی ودینی سرگرمی جاری تھی، اور یہاں کے علماء وفقہاء اور محدثین پورے عالمِ اسلام کے دوش بدوش چل رہے تھے۔

سندھ میں صحابہ وتابعین وتبع تابعین کی آمد

ہماری تحقیق میں سندھ ومکران کی فتوحات پہلی بار عہد فاروقی میں ۲۳ھ میں ہوئیں اور اسی وقت سے اس دیار میں صحابہ وتابعین کی آمد ہوئی، دینی علوم کا چرچا ہوا، اور اس دور کے رواج ومزاج کے مطابق بوقت ضرورت اور حسب موقع احادیث وآثار کا مذاکرہ جاری ہوا، اور پہلی صدی کی ابتدا میں باقاعدہ ''اخبرنا'' و ''حدثنا'' کا سلسلہ جاری ہوا، جب کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے احادیث وآثار کو مدوّن کر کے ان کے صحیفے اور نسخے مرتب کیے گئے، اور ان کی روایت کا سلسلہ جاری ہوا۔

اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو مختلف بلاد وامصار میں صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم دینی تعلیم کے لیے روانہ کیے گئے، جنھوں نے اپنے اپنے علاقے اور حلقے میں احادیث رسول، اور شرائع اسلام کی تعلیم عام کی، چنانچہ دیگر اسلامی ممالک کی طرح سندھ میں بھی ان حضرات کی تشریف آوری ہوئی اور علوم نبوت کے ان چلتے پھرتے مدرسوں نے یہاں علم دین پھیلایا، امام ابن ابی حاتم رازی نے ''تقدمة الجرح والتعدیل'' میں لکھا ہے:

ثم تفرقت الصحابة رضي الله عنهم فی النواحی والامصار والثغور، وفی فتوح البلدان و المغازی والامارة والقضاء والأحكام فبعث كل واحد منهم فی ناحية و بالبلد الذی هو به ما وعاه و حفظه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وحكموا بحكم الله عزوجل وامضوا لأمور على ماسن رسول الله صلى الله عليه وسلم و افتوا فيما سئلوا عنه مما حضرهم من جواب رسول الله صلى عليه وسلم عن نظائرها من المسائل وجردو انفسهم مع تقدمة حسن النية والقربة الى الله تقدس اسمه لتعليم الناس الفرائض و الأحكام والسنن والحلال والحرام حتیٰ قبضهم الله عز وجل رضوان الله و مغفرته ورحمته

علیهم اجمعین ، فخلف بعد هم التابعون الذین اختار هم الله عز و جل لا قامة دینه و خصهم بحفظ فرائضه و حدوده وأمره ونهیه ، أحکامه و سنن رسوله صلی الله علیه وسلم وآثاره فحفظوا عن صحابة رسول الله صلی الله علیه وسلم ما نشروه و ثبوه من الاحکام والسنن والآثار وسائر ماوصفنا الصحابة رضی الله عنهم فا تقنوه وعلموه و فقهوا فیه فکانوا من الاسلام والدین ومراعاة أمر الله عز و جل ونهیه بحیث وضعهم الله عز و جل و نصبهم له ثم خلف بعدهم تابعوالتابعین الخ .

(تقدمة الجرح والتعدیل ۹.۸)

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف شہروں ، علاقوں اور سرحدوں میں فتوحات، امارات اور قضاء کے سلسلہ میں پھیل گئے، اوران میں سے ہرایک نے اپنے علاقہ اور شہر میں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی احادیث کو عام کیا، اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے سنن جاری کیے، اور آپ کے طور وطریقہ پر کام کیا، آپ سے مختلف مسائل کے جوجوابات سنے تھے، ان ہی کے مطابق ان جیسے مسائل میں جوابات دیے، حسن نیت کے ساتھ رضائے الٰہی کے لیے مسلمانوں کے سامنے فرائض واحکام، سنن، حلال وحرام کے بیان کرنے میں اپنے کومصروف رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا۔

ان کے بعد حضرات تابعین آئے، جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی اقامت اور رسول کے سنن وآثار کی حفاظت کے لیے منتخب فرمایا تھا، انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احکام اور سنن وآثار حاصل کرکے ان کو عام کیا اور اس بارے میں وہ اتقان، تفقہ اور علم کا حق ادا کرکے اسلام اور امر ونہی خداوندی کے اس بلند مقام ومرتبہ پر رہے، جسے اللہ تعالیٰ عز وجل نے ان کے لیے منتخب کیا تھا، ان کے بعد حضرات تبع وتابعین آئے۔

جس طرح حضرات تابعین اور تبع تابعین نے دوسرے مفتوحہ ممالک میں کتاب و سنت کے اوامر ونواہی جاری کیے اور احادیث وفقہ کی تعلیم دی، بعینہ اسی طرح سندھ میں بھی

فرائض، سنن، احکام، حلال وحرام، احادیث، آثار اور فقہ فتویٰ کی اشاعت فرمائی، ابن کثیر نے "البدایہ و النہایہ" میں محمد بن قاسم کی فتوحات کے ذکر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے خلافت راشدہ میں اوائل بلاد ہند یعنی سندھ و مکران میں صحابہ کرام آچکے ہیں۔

قبل ذالك قد كان الصحابة في زمن عمر رضى الله عنه و عثمان رضي الله عنه فتحوا غالب هذه النواحي و دخلوا مبابنها بعد هذه الأقاليم الكبار مثل الشام و مصر والعراق واليمن ، واوائل بلاد الترك ، ودخلوا الى ما وراء النهر وأوائل بلاد المغرب وأوائل بلاد الهند. (البداية و النهاية ج٩ص٨٨معرفة الرجال ص٣٣٤)

سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات سے پہلے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں صحابہ نے ان اطراف کے اکثر حصے فتح کیے اور شام، مصر، عراق، یمن اور اوائل ترکستان کے وسیع وعریض اقالیم میں پہنچے اور علاقہ ماوراء النہر، اوائل بلاد مغرب و افریقہ اور اوائل ہند میں داخل ہو گئے۔

چوں کہ خلافت راشدہ اور خلافت امویہ میں سندھ و مکران کی فتوحات فارس و بجستان کی مہمات میں شامل تھیں، اور انھیں راستوں سے مجاہدین اسلام ادھر آئے، اس لیے اوائل بلاد ہند سے مراد سندھ و مکران کے وہ علاقے ہیں جو فارس و بجستان سے متصل تھے، یا ان کی جانب واقع تھے۔

خلافت راشدہ میں (۲۳ھ سے ۳۸ھ تک) تھانہ اور بھڑوچ میں ابتداءً ایک بار چھیڑ چھاڑ ہوئی اور سندھ، مکران، بلوچستان، دیبل، فہرج، جبال پایہ، قیقان، قندابیل وغیرہ میں متعدد بار غزوات اور فتوحات ہوئے، اور اسی وقت سے یہ علاقے اسلامی قلمرو میں شامل ہیں، اس مدت میں ان علاقوں میں ہماری تحقیق میں صرف سترہ صحابہ کے نام و حالات مل سکے ہیں، جن میں دو صحابہ اموی دور کی ابتدا میں آئے اور صرف نو دس تابعین کے نام معلوم ہو سکے ہیں، حالاں کہ اس زمانہ میں یہاں آنے والے صحابہ اور تابعین کی تعداد اس سے کہیں زیادہ رہی ہوگی، صحابہ

میں اکثر حضرات صغار واحداث میں سے تھے، ان میں سے بعض جلیل القدر اور عظیم المرتبہ بھی تھے، اور تابعین میں طبقہ کبار سے تعلق رکھنے والی عظیم ہستیاں شامل تھیں، انھوں نے اس زمانہ کے مطابق یہاں کتاب وسنت اور فقہ کی تعلیم جاری کی اور بعد میں جب باقاعدہ احادیث کی تدوین وتعلیم کی باری آئی تو ان حضرات سے احادیث وآثار کی روایت کا سلسلہ چلا۔

علمائے صحابہ

سندھ میں تشریف لانے والے صحابہ میں مندرجہ ذیل حضرات احادیث وآثار اور علوم اسلامیہ کے حاملین میں شامل کیے جاتے ہیں، اوران کی مرویات پائی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کے متعلق علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

وعثمان منهم من خيار الصحابة ولاه رسول الله صلى الله عليه وسلم الطائف ، وغزا فارس و ثلاثة من بلاد الهند .

(جمهرة أنساب العرب ص٢٦٦)

عثمان اپنے بھائیوں میں بہترین صحابی ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ نے طائف کا امیر بنایا تھا، انھوں نے فارس میں اور ہندوستان کے تین شہروں میں جہاد کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ ان سے اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے حدیث کی روایت کی ہے، امام احمد نے حسن بصری کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے عثمان بن ابوالعاص سے افضل کسی کو نہیں پایا، ہم لوگ ان کے مکان پر جاکر ان سے حدیث کی روایت کرتے تھے عبداللہ بن بریدہ نے خدا کی قسم کھا کر ان کی توثیق کی ہے۔ (استیعاب بذیل اصابہ ج۳ص ۹۲ و کتاب العلل)

(۲) ان کے بھائی حضرت حکم بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار اپنے بھائی کے حکم سے بھڑوچ (گجرات) کی مہم پر آئے۔ (فتوح البلدان ص ۴۳۰)

اور دوسری بار ۲۳ھ میں ان کی امارت میں مکران فتح ہوا۔

(تاریخ الاسلام ج ۲ ص ۴۸ والبدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۴۱)

امام بخاری، ابن عبد البر اور ابن حبان نے ان کا شمار بصرہ کے علماء ومحدثین اور رواۃ حدیث میں کیا ہے، بعض اہل علم ان کی احادیث کو مرسل بتاتے ہیں، معاویہ بن قرہ نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔ (التاریخ الکبیر ج ۱ ص ۲۲۹ واستیعاب ج ۱ ص ۲۰۶، کتاب الثقات ج ۱ ص ۳۹)

(۳) حضرت ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ کے متعلق چچ نامہ میں ہے کہ امیر بصرہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے ان کو مکران وکرمان کے شہ سواروں کا امیر مقرر کیا تھا۔ (چچ نامہ ص ۷۳)

ان سے مطرف بن شخیر، اور حفصہ بنت سیرین نے روایت کی ہے، محدثین کے نزدیک ان سے مسند حدیث مروی نہیں ہے۔

(۴) حضرت حکم بن عمرو ثعلبی رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں مکران کی دوبارہ فتح میں امیر اور لواء بردار تھے۔ (تاریخ طبری ج ۴ ص ۱۸۱ واصابہ ج ۱ ص ۲۴۶)

ان سے ابوحاجب سودہ بن عاصم، ابوشعشاء دبحہ بن قیس، جابر بن زید ازدی اور عبداللہ بن صامت نے روایت کی ہے، ان کی ایک حدیث صحیح بخاری میں مروی ہے۔

(۵) حضرت صحار بن عباس عبدی رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں غزوہ مکران میں حکم بن عمرو ثعلبی کے ساتھ تھے اور انھوں نے صحار کے ذریعہ فتح کی بشارت اور مال غنیمت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا، صحار عبدی نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست دو یا تین احادیث کی روایت کی ہے، ان کے دو صاحبزادوں عبدالرحمان اور جعفر نے ان سے روایت کی ہے، ان کا شمار علمائے بصرہ میں ہے، نیز ان سے منصور بن ابومنصور نے روایت کی ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عمیر اشجعی رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں فارس ومکران کی مہمات میں رہے اور اسی زمانہ میں فتح بجستان میں شاندار خدمات انجام دیں، نیز بجستان سے متصل سندھ کے بعض علاقوں میں مجاہدانہ سرگرمی دکھائی، ان سے ابن وقد ان نے روایت کی ہے۔

(۷) حضرت عبیداللہ بن معمر تیمی قرشی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۲۹ھ میں مکران کی مہم پر روانہ کیا تھا، انھوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے، نیز حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ سے روایت کی، ان سے عروہ بن زبیر اور ابن

سیرین نے روایت کی۔

(۸) حضرت مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ نے ۳۱ھ میں قفس وکرمان کو فتح کیا، دشمن کی ہزیمت خوردہ فوج کا ایک حصہ مکران میں پناہ گزیں ہوا، جس کو انھوں نے زیر کیا، ان سے ابوساسان حصین ابن منذر، یحییٰ بن اسحاق، ابوعثمان نہدی، کلیب بن شہاب اورعبدالملک بن عمیر نے روایت کی، ان کی احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

(۹) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ قرشی عبشمی رضی اللہ عنہ خراسان، بجستان، زابلستان، رخج، کابل، داور، وغیرہ کے فاتح ہیں، ان مہمات کے سلسلہ میں سندھ ومکران کے بعض علاقوں میں جہاد کیا ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت کی ہے، اوران سے عبداللہ بن عباسؓ قتاب بن عمیر، ہصان کاہلی، سعید بن مسیب، محمد بن سیرین، عبدالرحمٰن بن ابی لیلی، حسن بصری، ابولبید، عمار بن ابوعمار مولی بنی ہاشم جیسے اکابر تابعین نے روایت کی ہے۔

(۱۰) حضرت سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی رضی اللہ عنہ ۴۲ھ میں پہلی بار سندھ میں بسلسلہ جہاد تشریف لائے، دوسری بار امیر بن کر آئے اور بہت سی فتوحات کیں، انھوں نے اپنے والد سلمہ بن محبق، حضرت عمرؓ، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرسل احادیث کی روایت کی ہے، اوران سے سلم بن جنادہ، معاذ بن سعوہ، ابوعبداللہ خبیب نے روایت کی ہے، سنان سے قتادہ کی احادیث مدلس ہین، بڑے بزرگ اور خدا ترس صحابی ہیں۔

ان حضرات کے علاوہ طبقۂ صحابہ میں سے حضرت سہیل بن عدی انصاریؓ، حضرت عاصم بن عمرو تمیمیؓ، حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان انصاریؓ، حضرت مغیرہ بن ابوالعاص ثقفیؓ، حضرت منذر بن جارود عبدیؓ، حضرت عثمان بن سعدؓ، اور حضرت خریت بن راشد سامیؓ وغیرہ سندھ، مکران میں غزوات وفتوحات اور امارت کے سلسلہ میں آئے ہیں، ان میں سے بعض کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے، ان سب کے وجود باوجود سے سرزمین سندھ نے برکت وسعادت پائی ہے، اور صحابی رسول حضرت منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ کے مدفن

ہونے کا شرف اس کو حاصل ہے، وہ ۶۲ھ میں ثغر قندابیل کے امیر بنائے گئے اور اسی سال وہیں فوت ہوئے، ہماری تحقیق میں حضرت منذر بن جارود عبدیؓ تنہا صحابی ہیں، جو اس پاک سرزمین میں آسودۂ خواب ہیں۔

علمائے تابعین و تبع تابعین کی آمد

سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات میں تابعین اور تبع تابعین کثیر تعداد میں شریک رہا کرتے تھے، عام طور پر اسلامی فوج میں ان کا عنصر غالب رہتا تھا، مگر ان کے نام بہت کم ملتے ہیں اور بعض واقعات کے ضمن میں ان کا تذکرہ آجاتا ہے، جن میں متعدد بزرگ احادیث و آثار اور علوم دینیہ کے اساطین اور مشائخ کبار ہیں مثلاً:

(۱) حضرت حکیم بن جبلہ عبدیؒ نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہے، مگر رویت اور روایت کا ثبوت نہیں ملتا، نہایت متدین اور اپنے قبیلہ میں معزز و محترم تھے، خلیفہ بن خیاط نے ان کو عہد عثمانی میں سندھ کا قاضی بتایا ہے۔ (تاریخ خلیفہ بن خیاط)

اس تصریح کے مطابق عہد عثمانی میں سندھ میں عہدۂ قضا قائم ہو گیا تھا، حکیم بن جبلہ عبدی یہاں کے پہلے قاضی اسلام ہیں، اور یہاں کے مسلمانوں کے جملہ امور و معاملات احادیث و آثار کی روشنی میں طے ہوتے تھے۔

(۲) حضرت امام حسن بصریؒ کی حیثیت شیخ الکل فی الکل کی تھی، کم از کم ڈھائی سال تک انھوں نے خلافت راشدہ میں بجستان اور اس سے متصل سندھ اور مکران کے حدود میں جہاد و غزوات کے ساتھ انشاء و افتاء کی خدمت انجام دی ہے، ۳۰ھ میں بجستان کی مہم میں امیر لشکر حضرت ربیع بن زیاد حارثیؓ کے کاتب اور میر منشی تھے، ساتھ ہی غزوہ اور افتاء کی خدمت انجام دیتے تھے، ابن سعد نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں جب حسن بصری جہاد میں مشغول ہوتے تو جابر بن یزید وہاں فتویٰ دیا کرتے تھے، اور جب حسن بصری واپس آتے تو وہ فتویٰ دیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۸۰)

۴۲ھ میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ بجستان کی مہم پر آئے ، اس مرتبہ بھی حسن بصری ان کے ساتھ شریک تھے ، اور اندقان ، اندغان ، زابلستان ، کابل کی فتوحات میں بہادرانہ کارنامے انجام دیے ، یہ سب علاقے سندھ ومکران سے متصل تھے ، اور ان میں سے بعض علاقوں کا شمار سندھ ومکران میں ہوتا تھا ، اب کے بار حسن بصری نے اس دیار میں تین سال تک رہ کر جہاد وغزوات کے ساتھ افتاء وتعلیم کا مشغلہ جاری رکھا۔

(۳) جابر بن یزید جعفی کوفی کے بارے میں ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ ۳۰ھ میں امام حسن بصری کے ساتھ اس علاقہ میں جہاد وافتاء کی خدمت انجام دیتے تھے ، اور دونوں حضرات ایک دوسرے کی نیابت کرتے تھے۔

(۴) سعد بن ہشام انصاری مشہور صحابی حضرت انس بن مالک کے چچازاد بھائی ہیں ، امام بخاری نے تاریخ کبیر ابن سعد نے طبقات میں ان کے مکران میں شہید ہونے کی تصریح کی ہے۔ (التاریخ الکبیر ج ۲ ص ۶۷ ، طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۲۰۹)

انھوں نے اپنے والد ہشام بن عامر ، انس بن مالک ، ام المومنین حضرت عائشہ ، عبداللہ بن عباس ، ابو ہریرہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ، اور ان سے حمید بن ہلال ، زراز بن ابی اوفیٰ ، حمید بن عبدالرحمٰن حمیری اور امام حسن بصری نے روایت کی ہے ، دین ودیانت اور علم وفضل میں ممتاز تھے ، صحاح ستہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔

قضاء وافتاء اور حدیث وفقہ کی تعلیم

عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں فوجوں کے امیر اور صوبوں کے حاکم صحابۂ کرام ہوا کرتے تھے ، جو براہ راست مدرسۂ نبوت کے تعلیم وتربیت یافتہ تھے ، وہ اپنے حلقہ امارت میں بیک وقت امیر وقاضی ، فقیہ ومعلم اور مفتی سب کچھ ہوا کرتے تھے ، ایسا بھی ہوتا تھا کہ انتظامی امور اور دینی اور فقہی تعلیم اور قضاء وافتاء کے لیے الگ الگ ذمہ دار مقرر کیے جاتے تھے ، سندھ میں دونوں صورتیں تھیں ، چونکہ پورے عالم اسلام میں یہ نظام رائج تھا اس لیے

سندھ کے بارے میں اس کا ذکر خاص طور سے نہیں کیا گیا، اس دور میں ہر مفتوحہ علاقہ میں خلافت کی طرف سے باقاعدہ معلم و مدرس اور مفتی و قاضی حتیٰ کہ واعظ و مذکر بھیجے جاتے تھے، چنانچہ عہد عثمانی کے تینوں امرائے سندھ عبید اللہ بن معمر تیمی، عمیر بن عثمان بن سعد ابن کندیر کشیری کے زمانہ میں حکیم بن جبلہ یہاں کے قاضی تھے۔

معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت حسن بصری، اور حضرت جابر بن یزید کوفی اس دیار میں افتاء کی خدمت انجام دیتے تھے، ایک مرتبہ فاتح مکران و فارس عبید اللہ معمر تیمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو لکھا کہ ہم کو یہاں ہر طرح امن و سکون حاصل ہے، دشمن کا ڈر نہیں ہے، ہمیں اس علاقہ میں رہتے ہوئے سات سال ہو گئے ہیں، ہم بال بچے والے ہو گئے ہیں، ایسی حالت میں نماز قصر کریں یا پوری پڑھیں؟ اس استفتاء کے جواب میں حضرت ابن عمر نے لکھا کہ اب بھی آپ لوگ دو ہی رکعت پڑھیں۔ (اصابہ ج ۲ ص ۴۳۲)

موقع بہ موقع حدیث کا درس بھی ہوتا رہتا تھا، حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر اسلامی لشکر سے فرمایا:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهىٰ عن النهبىٰ .

(سنن أبي داؤد ج ۲ ص ۳٦۹ باب في النهي عن النهبىٰ)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ اس طرح مال غنیمت کی لوٹ سے منع فرماتے تھے۔

حضرت سنان بن سلمہ ہذلی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کے دور امارت میں سندھ میں متعدد بار فتوحات حاصل کی ہیں، بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے، انھوں نے ایک مرتبہ میدان جہاد میں حدیث بیان کی، جس واقعہ کے سلسلہ میں انھوں نے حدیث سنائی وہ سرزمین سندھ کے لیے قیامت تک وجہ نازش رہے گا۔

بصرہ کے مشہور تابعی بزرگ حضرت ابو الیمان معلیٰ بن راشد نبال ہذلی بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ (۴۸ھ میں) ہم لوگ حضرت سنان بن ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت

میں غزوۂ قیقان (گیگان، قلات) میں شریک تھے، دشمن کی ایک بڑی جمعیت سے ہمارا مقابلہ ہوا، پہلے سنان بن سلمہ نے اسلامی فوج کے سامنے خطبہ دیا، جس میں کہا کہ تم لوگوں کے لیے بشارت ہو کہ آج تم جنت اور غنیمت کے درمیان ہو، جب دیکھنا کہ میں نے دشمن پر حملہ کردیا ہے تو تم بھی حملہ کردینا، اس سے پہلے کوئی اقدام نہ کرنا، چنانچہ اسلامی فوج ان کے حکم وحملہ کی منتظر رہی، جب آفتاب وسط آسمان میں پہنچ گیا تو سنان نے نعرہ تکبیر کے ساتھ ایک پتھر دشمن کی فوج کی طرف پھینکا، پھر یکے بعد دیگرے چھ پتھر پھینکے، جب آفتاب ڈھل گیا تو ساتواں پتھر بھی پھینک دیا، اور حٰم لاینصرون پڑھ کر نعرہ تکبیر باآواز بلند کرتے ہوئے دشمن پر حملہ کردیا، ان کے ساتھ ہی ہم بھی حملہ آور ہوگئے، اور دشمن کو ہزیمت دے کر چار فرسخ تک تعاقب کرتے رہے، حتیٰ کہ وہ ایک قلعہ میں روپوش ہوگئے، جب ہم لوگ قلعہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم آپ لوگوں نے ہم سے جنگ نہیں کی ہے اور نہ ہی ہم لوگوں نے آپ سے جنگ کی ہے بلکہ وہ اور لوگ تھے، ان کو ہم اس وقت نہیں دیکھ رہے ہیں، وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے، ان کے سروں پر سفید عمامے تھے، ہم نے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے فرشتوں کی مدد آئی تھی۔

بعد میں ہم نے اپنے امیر سنان بن سلمہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے، جو آپ دشمن کے مقابلہ میں چپ چاپ پڑے رہے، اور جب سورج ڈھل گیا تو حملہ آور ہوئے؟ انھوں نے کہا:

كذالك كان يصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم .

(تاریخ خلیفه بن خیاط ج۱ ص۲۴۹)

رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

بعد میں اس حدیث کو حضرت سنان بن سلمہ سے ان کے تلمیذ حضرت ابوالیمان معلیٰ بن راشد بصری نے روایت کیا۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں احادیث کی روایت حسب موقع و ضرورت ہوتی تھی۔

اموی دورِ خلافت میں، سندھ میں علم حدیث اور محدثین

خلافت راشدہ کے بعد اموی دور میں بھی ابتداء ً امرائے فوج اور امرائے بلاد، صغار صحابہ اور کبار تابعین بنائے جاتے تھے، اور غزوات اور فتوحات میں اربابِ علم و فضل اور اہل ورع و تقویٰ کی اچھی خاصی تعداد رکھی جاتی تھی، ابن کثیر نے اموی خلفاء اور امراء کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور دینی خدمات کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

وكان في عساكرهم وجيوشهم في الغزوات الصالحون والأولياء والعلماء من كبار التابعين في كل جيش منهم شر ذمة عظيمة ينصر الله بهم دينه . (البداية والنهاية ج٩ص ٨٧)

ان کی فوج اور غزوہ میں کبار تابعین میں سے صلحاء، اولیاء اور علماء رہا کرتے تھے، ہر لشکر میں ان بزرگوں کی بڑی تعداد ہوتی تھی جن سے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد لیتا تھا۔

سندھ کی غزوات و فتوحات میں بھی ان صلحاء، اولیاء اور علماء کی اچھی خاصی تعداد ہوا کرتی تھی، اس مقدس جماعت کے افراد یہاں اسلامی علوم و معارف کی تعلیم و تلقین کا فریضہ ادا کرتے تھے، حتیٰ کہ پہلی صدی گذرتے گذرتے پورے عالم اسلام کی طرح سندھ و مکران میں بھی اسلامی علوم و معارف کے چشمے جاری ہوگئے، اور یہاں کے مسلمان دین و دیانت کے ساتھ مجد و شرف کی زندگی بسر کرنے لگے، امام ذہبیؒ نے اس دور کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

وفي زمان هٰذا لطبقة كان الاسلام واهله في عز تام و علم غزير، وأعلام الجهاد منثورة، والسنن مشهورة، والبدع مكبوبة والقوالون بالحق كثيرون، والعباد متوافرون، والناس في بهية من العيش بالأمن ، و كثرة الجيوش المحمديه من أقصى المغرب، و جزيرة الأندلس والى قريب مملكة الخطا و بعض الهند الى الحبشه .

(تذكرة الحفاظ ج١ص ٢٢٤، ٢٢٥)

اس دور میں اسلام اور مسلمان عزت واحترام کی پوری قدروں سے مالا مال تھے، ان میں علم کی کثرت اور تازگی تھی، ہر طرف جہاد کے جھنڈے لہرا رہے تھے، سنن کا رواج عام تھا، بدعات سرنگوں تھیں، حق وصداقت کی آواز بلند کرنے والے کثیر تعداد میں تھے، عباد وزہاد کی کثرت تھی، عوام امن وسکون کی زندگی بسر کر رہے تھے، مغرب اقصیٰ اور اندلس سے لے کر خطا اور ہندوستان کے بعض علاقوں اور حبشہ تک جیوش محمدیہ کا سیل رواں تھا۔

اس بیان میں ''بعض الہند'' سے مراد سندھ ومکران کے وہ مقامات ہیں، جو اس زمانہ میں اسلامی قلمرو میں شامل ہو گئے تھے۔

اس دور میں باقاعدہ حلقۂ درس کے علاوہ محدثین اپنے دائرۂ عمل میں اپنی روایات بیان کرتے تھے، دیگر ممالک اسلامیہ کی طرح سندھ میں بھی یہ طریقہ رائج تھا، بعض علماء تابعین کے پاس ان کی مرویات کتابی شکل میں تھیں، جن کو صحیفے اور نسخے کہتے تھے، ان کی حیثیت اس وقت تک ذاتی یادداشت کی تھی، ۸۹ھ تک یہی حال رہا، اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں احادیث وسنن کی تلاش وتدوین کے احکام جاری کیے، اور دوسری صدی کی بالکل ابتدا میں تدوین حدیث کا سلسلہ شروع ہوا، تو چند سالوں میں پورے عالم اسلام میں فقہی ترتیب پر احادیث وآثار اور سنن کتابی شکل میں جمع کی گئیں، اس طرح اموی دور خلافت میں علم حدیث کا یہ پودا عباسی دور خلافت کی ابتدا میں پورے طور پر بارآور ہو گیا، اور محدثین کرام نے باقاعدہ سند کے ساتھ احادیث کی روایت شروع کر دی، اور عالم اسلام کے قریہ قریہ، شہر شہر کی طرح سندھ کی فضا بھی ''اخبرنا'' و ''حدثنا'' کے ترانوں سے گونج اٹھی۔

اس دور میں ارمائیل، قیقان، بوقان، دیبل منصورہ اور سندھ ومکران کے دیگر مرکزی مقامات میں مسلمانوں کی بڑی بڑی آبادیاں تھیں، جن کے جوامع ومساجد میں درس وتدریس اور وعظ وتذکیر کے حلقے قائم ہوتے تھے، قضا اور خطابت کا باقاعدہ انتظام تھا، یہاں کے شہروں میں دینی واسلامی زندگی برپا تھی، علوم اسلامیہ کی تعلیم ہو رہی تھی، احادیث وسنن کی روایت کا سلسلہ قائم تھا، اور یہاں کے علماء ومحدثین دوسرے ملکوں کا علمی سفر کرتے تھے،

اور بلاد اسلامیہ کے علماء و محدثین یہاں تشریف لاتے تھے، اس دور میں کئی سندی الاصل مسلمان عرب اور دوسرے بلاد اسلامیہ میں تحدیث و روایت کے امام ہوئے، اور یہاں کے کئی عربی الاصل مسلمانوں نے علم حدیث میں خاص مقام و مرتبہ حاصل کیا، اور اموی خلافت کے آخری زمانہ میں سندھ میں علم دین کی بہار آگئی۔

دوسری صدی کے ربع اول میں حدیث کا پہلا مرکز دیبل

ہماری تحقیق میں اموی دور کے آخر اور دوسری صدی کے ربع اول میں سندھ کا مشہور شہر دیبل ملک کا پہلا مرکز بنا اور اسی سے "اخبرنا" و "حدثنا" کی پہلی صدا آئی، یہاں سے طلب حدیث میں عرب کا سفر ہوا، اور اس دور کے سندھی محدثین کے سرخیل شیخ عبدالرحیم بن حماد دیبلیؒ ہیں، ہم ان ہی کی ذات سے چند سندی علماء اور محدثین کا تذکرہ شروع کرتے ہیں۔

(۱) عبدالرحیم بن حماد دیبلیؒ قبیلہ ثقیف کی اس شاخ سے ہیں جو محمد بن قاسم کی فتوحات کے زمانہ میں دیبل میں آباد ہو گیا تھا، وہ اپنے زمانہ کے مشہور محدث اور عابد و زاہد بزرگ تھے، دیبل سے بصرہ گئے، اور وہاں ان کے علم فضل کا شہرہ ہوا، امام عقیلی کے دادا کا بیان ہے:

قدم علينا من السند شيخ كبير كان يحدث عن الأعمش و عمرو بن عبيد . (لسان الميزان ج٤ ص ٤١٠)

ہمارے یہاں بصرہ میں سندھ سے ایک بڑے عالم آئے جو امام اعمش اور عمرو بن عبید سے حدیث کی روایت کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالرحیم دیبلیؒ نے امام اعمشؒ متوفی ۱۴۸ھ اور مفتی معتزلہ عمرو بن عبیدؒ متوفی ۱۴۴ھ یا ۱۴۲ھ سے حدیث کی روایت کی، اور اہل بصرہ نے ان سے روایت کی۔

خطیب بغدادی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دور کے مشہور مشائخ اور عباد اور زہاد میں سے تھے اور حارث محاسبی، حاتم اصم اور شفیق بلخی کی صف کے بزرگوں میں شامل تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۸ ص ۹۲۵۱)

(۲) قیس بن یسر بن سندی کا تذکرہ امیر ابن ماکولا نے الاکمال میں کیا ہے اور لکھا ہے:

وذكر أنه سمع منه جبيل. (الاکمال ج ۱ ص ۲۷۲)

بیان کیا گیا ہے کہ قیس بن یسر سے جبیل نے حدیث کا سماع کیا ہے۔

ابن ماکولا ہی نے دوسری جگہ لکھا ہے کہ جبیل کا نام محمد بن عزاز بن اوس ہے، اور ان کو منصور بن جمہور کلبی نے سندھ میں قتل کیا تھا۔ (الاکمال ج ۱ ص ۵۶۵)

منصور بن جمہور کلبی نے ۱۳۰ھ میں سندھ کی حکومت پر قبضہ کر کے اموی خلافت سے بغاوت کی تھی، اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ قیس بن یسر بن سندی اور محمد بن عزاز بن اوس دونوں استاد شاگرد بیک وقت سندھ میں موجود تھے۔

(۳) محمد بن عزاز بن اوس المعروف بن جبیل کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

(۴) یزید بن عبداللہ بیسری سندی بصری مشہور محدث تھے، انھوں نے یہاں سے بصرہ جا کر واقدی، ابن جریج، سفیان ثوری وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے علی بن ابو ہاشم طبری، قواریری، ابوداؤد طیالسی، محمد بن ابوبکر مقدمی اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

(التاریخ الکبیر ج ۴ ص ۱۱۷، کتاب الجرح والتعدیل ج ۴ ص ۲۱۸)

(۵) سندی بن شماس بصری نے سندھ سے بصرہ جا کر ابن سیرین، عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے موسیٰ بن اسماعیل، موثرہ بن اشرسی نے روایت کی۔

(کتاب الجرح والتعدیل ج ۲ ص ۲۱۷ ولسان المیزان ج ۶ ص ۲۹۰)

(۶) ابوامیہ عبدالرحمٰن سندیؒ مولیٰ سلیمان بن عبدالملک، حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کے کاتب اور میر منشی ہیں، انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ اور عمر بن عبدالعزیز سے حدیث کی سماعت و روایت کی ہے، اور ان سے خالد بن یزید رملی، سوار بن عمارہ رملی، عراک بن خالد دمشقی نے روایت کی ہے، ان کا قیام فلسطین کے شہر رملہ میں تھا۔

(تاریخ الاسلام ذہبی ج ص والتاریخ الکبیر بخاری ج ۳ ص ۲۹۵)

(۷) امام مکحول بن عبداللہ بن سندی شامیؒ کے بارے میں عام مورخ اور تذکرہ نگار

لکھتے ہیں: **کان من سبی کابل** یعنی وہ کابل کے حربی قیدیوں کے خاندان سے تھے، مگر ابن حبان نے کتاب الثقات میں تصریح کی ہے کہ **کان سندیا من سبی کابل** یعنی وہ کابل کے قیدیوں میں سندی تھے، اور ایک محدث ابن عائشہ نے کہا کہ وہ **کان سندیا لا یفصح** یعنی وہ سندی تھے، صاف ستھری عربی زبان نہیں بولتے تھے، قبیلہ ہذیل کی ایک عورت کے غلام تھے، غالباً امام مکحول سندی شامی، سجستان و کابل کی کسی ایسی جنگ میں قید ہوئے تھے جس کا غزواتی سلسلہ علاقہ سندھ تک پھیلا ہوا تھا، اور اسی علاقہ سے گرفتار کیے گئے تھے۔

(رجال السند والہند ص ۱۳۷)

(۸) امام عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی دمشقیؒ کو عام مورخ قبیلہ اوزاع سے بتاتے ہیں، مگر ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ''**واصله من سبي السند**'' لکھا ہے، یعنی ان کی نسل سندھ کے قیدیوں میں سے ہے، اور صاحب خلاصۃ تہذیب الکمال نے ابوزرعہ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے، نیز ذہبی نے تاریخ الاسلام میں ''**أصله من السند**'' لکھا ہے، جن مورخوں نے ان کی نسبت قبیلہ کی طرف کی ہے ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ امام اوزاعی اس قبیلہ سے نہیں تھے بلکہ ان ہی میں رہتے تھے، اس لیے ان کی طرف منسوب ہوئے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶۸، ورجال السند ۱۶۴)

ان وجوہ کی بنا پر ان کا سندھی الاصل ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔

یہاں آنے والے رواۃ حدیث اور محدثین

ذیل میں ہم ان چند مشہور رواۃ حدیث و محدثین اور اہل علم و فضل کے نام درج کرتے ہیں، جو اموی دور میں غزوات وفتوحات اور دوسرے مشاغل میں سندھ میں آئے اور یہاں آکر موقع بہ موقع اپنی محفوظات یا مدونات سے حدیث کی روایت کرتے رہے، اور ان کی مرویات کتبِ احادیث میں پائی جاتی ہیں۔

(۱) عمر بن عبیداللہ بن معمر قرشی تیمی جلیل القدر تابعی اور فارس کے امیر ہیں، انھوں

نے ۴۰اھ میں سندھ کے شہر ارمائیل کو فتح کیا ہے۔ (جمہرۃ الانساب العرب ص)

انھوں نے ابان بن عثمان بن عفان سے اور ان سے نبیہ بن وہب نے روایت کی ہے، خلیفہ ابن خیاط نے ان کو قضاۃ اسلام میں شمار کیا ہے۔

(۲) مہلب بن ابی صفرہ ازدیؒ نے ۴۴ھ میں سندھ میں جہاد کر کے قندابیل وغیرہ فتح کیا ہے، انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاص اور براابن عازب رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، اور ان سے سماک بن حرب، ابواسحاق سبیعی، عمر بن ثقیف نے روایت کی ہے، سنن کی کتابوں میں ان کی متعدد روایات موجود ہیں۔

(۳) کرز بن ابوکرز وبرہ عبدی حارثیؒ ۴۵ھ میں عبداللہ بن سوار عبدی کے جانشین کی حیثیت سے سندھ کے امیر تھے، طبقہ تبع تابعین کے جلیل عباد وزہاد اور اولیائے کاملین میں سے ہیں، نعیم بن ابوہند، طاؤس، عطاء ابن رباح، ربیع بن خیثم قرظی اور کئی دوسرے علماء سے روایت کی ہے، اور ان سے سفیان ثوری، قاضی ابن ابی شبرمہ، عبیداللہ وصافی، فضیل بن غزوان ورقاء بن عمر نے روایت کی ہے، ان سے مرسل احادیث بھی مروی ہیں۔

(۴) ابوالیمان معلیٰ بن راشد نبال ہذلیؒ مولیٰ سنان بن سلمہؓ اپنے آقا کے ساتھ سندھ کے غزوات میں شریک رہا کرتے تھے، ۵۰ھ میں غزوہ قیقان میں نزول ملائکہ کا واقعہ ان کی زبانی گذر چکا ہے، بصرہ کے مشہور عابد وزاہد اور محدث تھے، انھوں نے اپنی دادی ام عاصم نبیشہ، اپنے والد راشد، میمون بن سیاہ، حسن بصری، زیاد بن میمون ثقفی سے روایت کی ہے، اور ان سے یزید بن ہارون، عبیداللہ بن صالح عجلی، روح بن عبدالمومن، ابوبشر بن ابوبکر بن خلف اور نصر بن جہضمی نے روایت کی ہے۔

(۵) ابوالحسن معلیٰ بن زیاد قردوسی بصری کا شمار بصرہ کے عباد وزہاد میں ہوتا ہے، ابن درید نے ان کے بارے میں تصریح کی ہے:

ومنهم معلى بن زياد بن حاضر بن مصارع ولي ولايات الهند و كان من رجالهم . (الاشتقاق ص ٥١٠)

قبائل زہران بن کعب میں سے معلّٰی بن زیاد ہندوستان میں متعدد امارات پر مامور رہے، وہ عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھے۔

یہاں ہند سے مراد سندھ ہے، ان کا شمار علمائے بصرہ کے طبقہ ثقات میں سے تھا، انھوں نے حسن بصری، معاویہ بن معاویہ، حنظلہ سدوسی، معاویہ بن قرہ، علا بن بشر، مرہ بن وثاب، ابوغالب صاحب ابی امامہ، حسین جعفی، ثابت بنانی وغیرہ سے روایت کی ہے، اوران سے ہشام بن حسان، حماد بن زید، جعفر بن سلیمان، یوسف بن عطیہ الصفاء سعید بن عامر ضبعی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

(۶) کہمس بن حسن قیسی بصریؒ امت محمدیہ کے عباد وزہاد میں بڑے پایہ کے تابعی ہیں ۹۳ھ میں راجہ داہر کی جنگ میں محمد بن قاسم کے ساتھ تھے: خلیفہ بن خیاط نے ان سے اس جنگ کا ایک اہم واقعہ نقل کیا ہے۔ (تاریخ خلیفہ بن خیاط ج ا ص ۴۵)

انھوں نے ابو طفیل عبداللہ بن بریدہ، عبداللہ بن شقیق، عباس جریری، ابوالسلیل ضریب بن نفیر، یزید بن عبداللہ شخیر بن منظور، ابونضر عبدی وغیرہ سے روایت کی، اوران سے ان کے صاحبزادے عون، خالد بن حارث، معاذ بن معاذ، وکیع بن جراح، نضر بن شمیل، سعید القطان، عبداللہ بن مبارک، معتمر بن سلیمان، سفیان بن حبیب، یوسف بن یعقوب سدوسی، جعفر بن سلیمان، عثمان بن عمرو، علی بن مذاب، ابواسامہ، یزید بن ہارون، عبداللہ بن یزید مقری وغیرہ نے روایت کی ہے۔

(۷) معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی، قاضی اسلام ایاس بن معاویہ کے والد ہیں، نہایت ثقہ محدث اور مشہور تابعی ہیں، ابن کثیر نے عبدالملک بن مروان کے دربار میں معاویہ بن قرہ اور حجاج بن یوسف کا ایک واقعہ لکھا ہے، اور تصریح کی ہے:

فنفاه الى السند ، فكان له بها مواقف . (البداية و النهاية ج ص)

عبدالملک نے معاویہ بن قرہ کو سندھ بھیج دیا، جہاں ان کی بہت سی خدمات ہیں۔

انھوں نے اپنے والد قرہ بن ایاس، حضرت معقل بن یسارؓ، حضرت ابوایوب

انصاری، حضرت حکم بن ابوالعاص ثقفیؓ، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم کے علاوہ متعدد علمائے تابعین سے روایت کی ہے، اور ان سے ان کے صاحبزادے قاضی ایاس بن معاویہ، پوتے مستنیر بن اخضر بن معاویہ، امام زہری، ابراہیم بن محمد، اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ، حسن بن زید بن حسن بن علی وغیرہ نے روایت کی ہے، معاویہ بن قرہ اور ان کے شیخ حکم بن ابوالعاص ثقفی دونوں حضرات اپنے اپنے وقت میں سندھ میں تشریف لائے ہیں۔

(۸) موسیٰ بن سنان بن سلمہ ہذلی بصریؒ کے والد حضرت سنان سندھ کے مشہور امیر وفاتح تھے، ان کے صاحبزادے موسیٰ بن سنان چچ نامہ کی روایت کے مطابق محمد بن قاسم کے ہمراہ سندھ کی فتوحات میں شریک تھے، اور جب محمد بن قاسم ارمائیل سے ملتان روانہ ہوئے تو انھوں نے موسیٰ بن سنان کو میسرہ کا امیر بنایا تھا۔ (چچ نامہ ص ۱۰۱)

انھوں نے عمران بن حصینؓ، ابوہریرہؓ، ابوبکرہؓ، ابو برزہؓ، معقل بن یسارؓ، عبداللہ بن معقلؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہم سے روایت کی، اور ان سے ان کے صاحبزادے مثنیٰ بن موسیٰ کے علاوہ قتادہ اور ابوالتیاح نے روایت کی ہے، وہ قلیل الحدیث تابعی ہیں۔

(۹) سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی، ۷۵ھ یا ۷۸ھ میں سندھ و کمران کے امیر بنائے گئے، اور انھوں نے کئی غزوات اور فتوحات کیں، اس زمانہ میں یہاں پر علافیوں نے شورش برپا کر رکھی تھی، ان کے ہاتھوں سعید بن اسلم قتل ہوئے۔ (فتوح البلدان ۴۲۳)

انھوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور بنی غفار کے موالی سے روایت کی ہے، اور ان سے عبداللہ بن یزید نے روایت کی ہے، ایک قول کے مطابق بکیر بن اشج سے حدیث کا سماع کیا ہے، ان کا شمار قضاۃ اسلام میں ہوتا ہے۔

(۱۰) زائدہ بن عمیر طائی کوفی نے محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ و ملتان کی فتوحات میں شاندار و بہادرانہ خدمات انجام دی ہیں۔ (فتوح البلدان ص ۴۲۳)

ان کا ذکر ابن سعد نے کوفہ کے ان تابعین میں کیا ہے، جنھوں نے عبداللہ بن عمرؓ،

عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، جابر بن عبداللہؓ، نعمان بن بشیرؓ، اور ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے، اور ان سے امام شعبہ اور یونس بن اسحاق نے روایت کی ہے، ان کے بھائی رعوہ بن عمیر طائی بھی سندھ کی فتوحات میں محمد بن قاسم کے ساتھ شریک تھے۔

(۱۱) یزید بن ابو کبشہ سلسکی دمشقی کو سلیمان بن عبدالملک نے سندھ کی ولایت دی اور انھوں نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے عرب بھیجا، وہ یہاں آنے کے اٹھارہ دن بعد فوت ہو گئے۔

(فتوح البلدان ص ۴۲۳)

انھوں نے اپنے والد ابو کبشہ جبریل لبار، مروان بن حکم اور ایک صحابی سے روایت کی ہے، اور ان سے ابو بشر حکم بن عتبہ، علی بن الاقمر، معاویہ بن قرہ، ابراہیم بن عبدالرحمٰن سلسکی وغیرہ نے روایت کی ہے، صحیح بخاری کتاب الجہاد میں بحالت سفر روزہ کے بارے میں یزید بن ابی کبشہ کی ایک روایت موجود ہے۔

(۱۲) حکم بن عوانہ کلبی، محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ کی فتوحات میں شریک تھے، بعد میں یہاں کے امیر بنائے گئے، ۱۲۲ھ میں جنگی مہمات میں یہیں شہید ہوئے، ابن حجر نے ان کو کثیر الروایہ تابعی بتایا ہے، ان کے صاحبزادے ابن حکم بن عوانہ نے تابعین سے بہت زیادہ روایت کی ہے، وہ علمائے اخبار واحادیث میں شمار کیے جاتے ہیں۔

(۱۳) عطیہ بن سعد عوفی کوفی سندھ کی فتوحات میں محمد بن قاسم کے شریک کار تھے، جب وہ شیراز سے رمائیل آئے اور وہاں سے اسلامی فوج منظّم کر کے آگے بڑھے، تو عطیہ بن سعد کو میمنہ کا امیر بنایا۔ (چچ نامہ ص ۱۰۱)

عطیہ بن سعد، فتنہ ابن اشعث میں شریک تھے، ناکامی کے بعد فارس چلے گئے، اور وہیں سے سندھ کی فتوحات میں شریک ہوئے، انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی اور ان سے ان کے دونوں صاحبزادوں عمر اور حسن وغیرہ نے روایت کی ہے، ابن سعد نے ان کو ان شاء اللہ ثقہ بتایا ہے اور یہ کہ ان کے لیے احادیث صالحہ ہیں۔

(۱۴) ابوالربیع ہلواث کلبی مدائنی ؒ حضرت محمد بن قاسم ؒ کے ساتھ سندھ کے غزوات میں شریک تھے، بعد میں کئی سال تک یہاں رہ گئے تھے۔ (تاریخ طبری ج۸ص۱۹)

ہلواث کلبی مدائنی نے سعید بن جبیر اور مجاہد بن جبیر سے روایت کی اور ان سے امام سفیان ثوریؒ نے روایت کی ہے۔ (کتاب الانساب ورق ۵۱۵)

ان بزرگوں کے علاوہ محمد بن ہارون نمیری، مجاعہ بن سعیر تمیمی، عمران بن نعمان کلبی، عباد بن زیاد بن ابوسفیان، ہلال بن اموز مازنی، ابوعینیہ بن مہلب ازدی، مفضل بن مہلب ازدی، محمد بن غران کلبی وغیرہ بہت سے تابعین سندھ میں قضاء، امارت، جہاد اور تعلیم وتحدیث کے لیے آئے، اور ان کا شمار رواۃ حدیث ومحدثین میں ہوتا ہے، انھوں نے یہاں ایک خاص مدت تک قیام کیا اور دوران قیام میں مختلف مواقع پر اپنی روایات بیان کیں۔

سندی الاصل علماء ومحدثین

اب تک ہم نے جن علماء ومحدثین کا ذکر کیا ہے، وہ سندھ کے عربی الاصل تھے، جن کے قبائل اور آباء واجداد اس ملک میں آباد ہوکر یہاں کے باشندے اور شہری بن چکے تھے، یا بعض مناسبات ومواقع سے سندھ آئے تھے، اور واپس چلے گئے، یا یہیں فوت ہوئے، اب ہم سندھ کے چند ایسے خاندانوں کا ذکر کرتے ہیں جو یہاں سے جنگی قیدی بن کر عرب گئے، یا ان کے آباء واجداد وہاں پہنچے، ان ہی میں امام مکحول شامی اور امام عبدالرحمن اوزاعی بھی شامل کیے جاسکتے ہیں، ہماری تحقیق میں سندھ کے تین موالی خاندان اس دور میں عرب گئے، اور صدیوں ان میں علم حدیث اور فقہ کی امامت وقیادت رہی، اور عباسی دور کی ابتدا میں ان کی دینی اور علمی شہرت وسیادت نقطۂ عروج پر تھی۔

آل ابی معشر سندھی مدنی

اس زمانہ میں سندھ کا علمی اور دینی خانوادہ آل ابومعشر نجیح بن عبدالرحمن مدینہ منورہ

میں تھا، یہ لوگ مولیٰ بنی ہاشم کہلاتے تھے، ان کے مورث اعلیٰ سندھ سے عرب گئے، اور بنی ہاشم کی ولاء میں رہے، ان میں مدتوں حفاظ حدیث، محدثین وعلماء پیدا ہوئے جن میں قابل ذکر حضرات یہ ہیں:

(۱) ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندی مدنی، حفاظ حدیث میں سے ہیں، سیر ومغازی اور تفسیر کے امام تھے، ان کی تصنیف کتاب المغازی بہت مشہور ہے۔

(۲) ابوعبدالملک محمد بن ابی معشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندی مدنی نے اپنے والد کی کتاب المغازی کی سماعت وروایت کی۔

(۳) ابوسلیمان داؤد بن محمد بن ابی معشر نجیح سندی نے اپنے والد سے دادا کی کتاب المغازی کی روایت کی اور ان سے قاضی احمد بن کامل نے اس کی روایت کی۔

(۴) ابوبکر حسین بن محمد بن ابی معشر سندی نے اپنے والد اور امام وکیع بن جراح اور محمد بن ربیعہ سے روایت کی۔

آل مقسم قیقانی

اس دور میں سندھ کا ایک اور خاندان عراق میں علم حدیث میں امامت وسیادت سے سرفراز ہوا، جس میں صدیوں تک نامور علماء ومحدثین اور ارباب جاہ وحشم پیدا ہوتے رہے، یہ مقسم قیقانی کا خاندان ہے، ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ مقسم قیقان کے قیدیوں میں سے تھے، اور عبدالرحمٰن ابن عوف اسدی کے مولا تھے، مقسم قیقانی کے لڑکے ابراہیم، بسلسلہ تجارت بصرہ جایا کرتے تھے، وہیں قبیلہ بنی شیبان کی ایک باندی علیّہ بنت حسان سے شادی کرلی، جو بڑی عاقلہ فاضلہ اور علم دوست خاتون تھی، اس گھرانے میں علماء ومحدثین پیدا ہوئے۔

(۱) ریحانۃ الفقہاء سید المحدثین امام حافظ ابوبشر اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم اپنی والدہ کی طرف منسوب ہوکر ابن علیہ کی کنیت سے مشہور ہیں۔ (۲) ربعی بن ابراہیم بن مقسم (۳) اسحاق بن ابراہیم بن مقسم (۴) ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم (۵) حماد بن

اسماعیل بن ابراہیم (٦) محمد بن اسماعیل بن ابراہیم رحمہم اللہ، ان میں سے ہر ایک ''ابن علیہ'' کے نام وکنیت سے مشہور ہے، اور سب کے سب حضرات آسمان علم وفضل کے آفتاب و ماہ تاب ہیں۔

آل بیلمانی

محدثین کا یہ خاندان مقام بھیلمان (سوراشٹر) سے عرب پہنچا، بھیلمان اس زمانہ میں سندھ کی عمل داری میں تھا، یہ خاندان پہلے نجران یمن میں آباد ہوا، پھر کسی غزوہ میں گرفتار ہوکر یہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئے، اس لیے مولیٰ عمر اور مولیٰ آل عمر کہلائے، آل بیلمان میں متعدد رواۃ ومحدثین اور اہل علم وفن گذرے ہیں مثلاً (١) عبدالرحمٰن بن ابوزید بیلمانی (٢) محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوزید بیلمانی (٣) حارث بیلمانی (٤) محمد بن حارث بیلمانی (٥) محمد بن ابراہیم بیلمانی۔

عباسی خلافت اور عرب حکمرانوں کے دور میں علماء ومحدثین

گزشتہ صفحات میں خلافت راشدہ اور خلافت امویہ تک کے علم وعلماء کا جائزہ لیا گیا، آگے عباسی دور خلافت اور عرب حکومتوں کا جائزہ مقصود ہے، دولتِ ہباریہ منصور کے ٤٢١ھ میں سقوط کے بعد سندھ میں خالص اسلامی عربی غلبہ واقتدار کا دور ختم ہوگیا، چوتھی صدی تک کا زمانہ یہاں پر اسلامی علوم وفنون خصوصاً علم حدیث وفقہ کے حق میں پُر بہار تھا، یہاں کا ہر شہر دارالعلوم اور ہر قریہ مدرسہ تھا، بستیاں علماء ومحدثین اور ارباب فضل وکمال سے معمور تھیں، تعلیم وتعلم وتحدیث وروایت اور تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری تھا، سندھی علماء ومحدثین عالم اسلام کی شاہراہوں میں قلم، دوات اور کتابیں لیے رواں دواں تھے، اور تعلیمی اسفار میں مشرق ومغرب کی خاک چھانتے تھے، یہ حضرات عام طور سے یہاں کے علماء ومحدثین سے پڑھ کر نکلتے تھے، اور تحصیل وتکمیل کے بعد وطن واپس آجاتے تھے، ان میں سے بہت سے

باہر رہ کر علمی زندگی بسر کرتے تھے، جو علماء یہاں رہے، ان کے حالات بہت کم ملتے ہیں، کیوں کہ کسی مقامی مورخ و تذکرہ نگار نے ان کی شخصیات و خدمات کو جمع نہیں کیا، بخلاف اس کے جو علماء باہر رہ بس گئے، ان کے کچھ نہ کچھ حالات طبقات و رجال کی کتابوں اور مقامی تاریخوں میں مل جاتے ہیں، اسی وجہ سے یہ غلط فہمی عام ہے کہ غزنوی دور سے پہلے یہاں علم و علماء نہیں تھے، اور جس دور میں پورا عالم اسلام اور ان کے انتہائی گوشے دینی علوم کے مرکز تھے، اور قریہ قریہ علماء و فقہاء اور محدثین کی کثرت تھی، سندھ میں اسلامی علوم خصوصاً علم حدیث کا کوئی چرچا نہیں تھا، یہ سرزمین اہل علم سے خالی تھی، اور اس دور کے جن چند علماء کے نام ملتے ہیں، ان کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں تھا، یہ خیال سراسر غلط اور بے بنیاد ہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں یہاں کے ہر بڑے شہر میں محدثین کی جماعت تحدیث و روایت میں مشغول تھی، املا کی مجلسیں قائم تھیں، اور اصحاب و شیوخ بحث و مذاکرہ کر رہے تھے، دور دراز ممالک کے طلبہ یہاں آتے تھے، یہاں کے طلبہ دور دراز ممالک میں جاتے تھے، اور عالم اسلام کے قابل قدر حصہ سندھ و مکران میں بھی دینی علوم کی سرگرمی جاری تھی، مگر افسوس کہ یہاں کے ارباب علم و فضل کے حالات مرتب نہیں کیے گئے، اس غفلت کے نتیجہ میں یہاں کی علمی تاریخ کے بے شمار نقوش نہ ابھر سکے، اگر کچھ دھندلے نقوش رہ گئے تھے تو بعد کے عجمی اور عقلی علوم و فنون کا سیلاب ان کو بھی بہا لے گیا، اور نہ صرف فقہاء اور محدثین کے نام اور کام ضائع ہوئے بلکہ اس دور کے ادباء، شعراء، حکماء، فلاسفہ، متکلمین اور دیگر اہل علم و فن بھی گوشۂ گمنامی کی نذر ہو گئے، ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ ابتدائی چار صدیوں تک اس ملک کے مسلمانوں میں کوئی اہل علم پیدا ہی نہیں ہوا، اور یہاں کے کسی خطہ اور طبقہ میں علم و علماء کا وجود ہی نہیں تھا۔

حدیث و محدثین کے مراکز

اس دور میں علم حدیث کے اعاظم رجال و ائمہ یہاں موجود تھے، جن کا فیض اندر باہر ہر جگہ موجود تھا، ہر بڑا شہر علم حدیث کا مرکز تھا اور وہاں تحدیث و روایت کا سلسلہ جاری و

ساری تھا، خاص طور سے دیبل، منصورہ، ملتان، لاہور، قزدار، بوقان، قیقان وغیرہ علماء ومحدثین سے معمور ومشحون تھے۔

سندھ میں علم حدیث کا پہلا مدرسہ دیبل ہے، جہاں دوسری صدی کی ابتدائی دہائیوں میں عبدالرحیم بن حماد ثقفی دیبلیؒ تلمیذ امام اعمشؒ "حدثنا" و "اخبرنا" کی بزم سجائے ہوئے تھے، یاقوت حموی نے بیان کیا ہے:

وقد نسب اليها قوم من الرواة . (معجم البلدان ج٤ ص١١٨)

اس شہر کی طرف محدثین کی ایک جماعت منسوب ہے۔

ابن جزری نے اللباب فی تہذیب الانساب میں دیبل میں محدثین کی جماعت کثیرہ کا ذکر کیا ہے۔

وهى مدينة ساحل الهند قريبة من السند ينسب اليها جماعة كثيرة من العلماء . (اللباب بحواله العقد الثمين فاسى ج١ص ٣٩٧)

دیبل ساحل سمندر پر سندھ کے پاس ایک شہر ہے، جس کی طرف علماء کی کثیر جماعت منسوب ہے۔

سندھ میں سب سے پہلے اسی شہر میں علماء ومحدثین نے مجلس درس قائم کی، اور تحدیث وروایت کا سلسلہ جاری کیا، خطیب بغدادی نے خلف بن محمد موازینی دیبلیؒ کے حال میں لکھا ہے کہ انھوں نے دیبل میں علی بن موسیٰ دیبلیؒ سے روایت کی ہے، خطیب نے احمد بن عمران راوی کا یہ قول نقل کیا ہے:

حدثنی خلف بن محمد الديبلی الموازينی صديقنا حدثنا علی بن موسىٰ الديبلی بالديبل . (تاريخ بغداد ج٨ص ٣٣٣)

مجھ سے میرے دوست خلف بن محمد دیبلی نے بیان کیا ہے کہ ہم سے علی بن موسیٰ دیبلی نے دیبل میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

بعد میں یہ دونوں دیبلی علماء بغداد گئے اور وہاں بھی شاگرد نے اپنے استاذ سے

حدیث کی روایت کی، بالفاظ دیگر دیبل کی مجلس درس بغداد میں قائم ہوئی، سمعانی کا بیان ہے:

خلف بن محمد الموازيني الديبلي نزيل بغداد ،نزل بغداد ، وحدث بها عن علي بن موسىٰ الديبلي . (أنساب سمعاني ذكر ديبل)

خلف بن محمد موازینی دیبلی ، نزیل بغداد نے بغداد میں علی بن موسیٰ دیبلی سے حدیث کی روایت کی۔

اسی طرح ابوالقاسم بن محمد دیبلی نے عبدالرحیم بن یحییٰ دیبلی سے شہر دیبل میں حدیث کی روایت کی ہے، ابونعیم نے تاریخ اصفہان میں اپنے شیخ محمد بن جعفر بن یوسف کا بیان نقل کیا ہے:

ثنا أبوالقاسم شعيب بن محمد بن أحمد بن شعيب الديبلي ، ثنا عبد الرحيم بن يحيىٰ الديبلي . (تاريخ اصفهان ج ١ ص ٣٤٥)

ہم سے ابوالقاسم شعیب بن محمد دیبلی نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرحیم بن یحییٰ دیبلی نے حدیث بیان کی۔

شعیب بن محمد دیبلی نے دمشق، مصر اور اصفہان میں حدیث کی روایت کی، جیسا کہ انساب سمعانی، تاریخ دمشق، اور تاریخ اصفہان میں ہے، مگر عبدالرحیم بن یحییٰ دیبلی کا ذکر صرف اسی سلسلۂ سند میں مل سکا ہے، غالباً وہ اپنے شہر سے باہر نہیں گئے، اور یہیں رہ کر حدیث کا سبق دیتے رہے۔

دیبل سندھ کا قدیم اور مشہور شہر تھا، جسے عہد فاروقی میں حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی کے حکم سے ان کے بھائی مغیرہ بن ابی العاص ثقفی نے فتح کیا تھا، اس کے بعد ۹۳ھ میں حضرت محمد بن قاسم نے اسے دوبارہ فتح کر کے وہاں چار ہزار عرب مسلمانوں کو آباد کیا اور مسجدیں تعمیر کیں۔ (فتوح البلدان ص ۴۲۰)

اس وقت سے مدت دراز تک یہ شہر اسلامی علوم وثقافت کا مرکز رہا ان دنوں اس جگہ کو بھمبور کہتے ہیں۔

عرب دور کے چند دیبلی اہل فضل وکمال اور ارباب علم کے نام یہ ہیں:

(۱) عبدالرحیم بن حماد ثقفی دیبلی بصری

(۲) ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن سعید دیبلی، نیشاپوری

(۳) ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون دیبلی رازی

(۴) ابوالعباس احمد بن محمد دیبلی مصری

(۵) ابراہیم بن محمد بن ابراہیم دیبلی بغدادی

(۶) ابومحمد حسن بن حامد بن حسن دیبلی بغدادی

(۷) ابوالقاسم حسین بن محمد بن اسد دیبلی

(۸) ابوالقاسم شعیب بن محمد بن احمد دیبلی

(۹) خلف بن محمد موازینی دیبلی

(۱۰) عبدالرحیم بن یحییٰ دیبلی

(۱۱) ابواسحاق علی بن احمد بن محمد دیبلی

(۱۲) علی بن موسیٰ دیبلی

(۱۳) ابوجعفر محمد بن ابراہیم دیبلی مکی محدث مکہ

(۱۴) ابوبکر محمد بن حسن بن محمد دیبلی شامی

(۱۵) ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ دیبلی شامی

(۱۶) ابوالعباس محمد بن محمد بن عبداللہ دیبلی

(۱۷) ابوعبداللہ بن احمد بن موسیٰ وشار دیبلی

(۱۸) ابومحمد دیبلی بغدادی، مسترشد حضرت جنید بغدادی

(۱۹) ابوموسیٰ دیبلی بغدادی، ابن اخت بایزید بسطامی

(۲۰) ابوالعباس احمد بن نصر بن حسین دیبلی موصلی

منصورہ سندھ کا خالص اسلامی شہر تھا جو محفوظہ کے بعد ۱۲۲ھ کے حدود میں آباد کیا

گیا، اسی زمانہ میں اس ملک میں اسلامی علوم ورجال اور مسلم تہذیب وثقافت کا مرکز بنا رہا، خاص طور سے ملوک ہباریہ کے دور میں منصورہ کو بڑی اہمیت حاصل تھی ، اور یہاں بڑے بڑے علماء ومحدثین پیدا ہوئے ، احادیث کا باقاعدہ درس ہوتا تھا ، یہاں کے طلبۂ حدیث دور دراز کے ملکوں کا تعلیمی سفر کرتے تھے ، اور دوسرے ممالک کے طلبہ یہاں آکر درس حدیث لیتے تھے۔

امام الدنیا ابوالعباس الاصم متوفی ۳۴۶ھ کی مجلس درس بغداد میں منعقد ہوتی تھی، جس میں منصورہ اور ملتان کے طلبۂ حدیث کثیر تعداد میں شریک ہوتے تھے، امام ابوعبداللہ حاکم نے لکھا ہے کہ میں نے امام ابوالعباس الاصم کے حلقۂ درس میں بلاد اسلام سے آنے والے علماء کی جو کثرت دیکھی ہے، عالم اسلام کے کسی شہر میں نہیں دیکھی، میں نے اندلس، قیروان اور بلاد مغرب کی جماعت ان کے دروازے پر دیکھی، طراز، اور اہل مشرق کی جماعت دیکھی۔

وكذالك رأيت في عرض الدنيا من أهل المنصورة و مولتان و بلاد بست و سجستان على بابه. (انساب سمعاني ج١ ص ٩٢٩١)

اسی طرح میں نے منصورہ ، ملتان ، بلاد بست ، سجستان والوں کی جماعت ان کے دروازے پر دیکھی۔

مقدسی بشاری نے منصورہ میں اسلام اور مسلمانوں کی شان وشوکت اور علماء ومحدثین کی کثرت کو یوں بیان کیا ہے:

ولهم مروة والاسلام عندهم طراوة ، والعلم واهله كثير، التجارات مفيدة ، ولهم ذكاء و فطنة. (أحسن التقاسيم ص)

اہلِ منصورہ میں شرافت ہے، وہاں اسلام میں تازگی وشادابی ہے، علم اور اہل بہت زیادہ ہیں، تجارت نفع بخش ہے، اوران کو سمجھ بوجھ ہے۔

سرزمین منصورہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اسپین کے ایک عراقی عالم وفاضل نے سندھ میں سب سے پہلے قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کی خدمت انجام دی ہے۔

قاضی امام ابوالعباس احمد بن محمد تمیمی منصوری نے ابتداء میں اپنے مولیٰ اور آزاد کردہ غلام سے منصورہ میں تعلیم حاصل کی، جن کا حلقۂ درس یہاں جاری تھا، پھر بغداد جا کر تحصیل و تکمیل کی اور منصورہ آکر عہدۂ قضا پر فائز ہوئے تھے، اور یہیں مجلس درس جاری کی، ساتھ ہی تصنیف وتالیف کا مشغلہ رکھا، مقدسی کا بیان ہے:

وأكثرهم أصحاب الحديث، ورأيت القاضى أبا محمد المنصوري داؤدياً اماماً فى مذهبه و له تدريس و تصانيف، قد صنف كتباً عديدةً حسنة . (طبقات الفقهاء شيرازى ص، صبح الأعشي ج٥ص ٧٦)

علمائے منصورہ میں کثرت سے اصحاب حدیث ہیں، اس نے قاضی ابومحمد منصوری کو دیکھا ہے، وہ داؤد ظاہری مسلک کے امام ہیں، ان کا حلقۂ درس قائم ہے، ان کی تصانیف ہیں، انھوں نے اچھی اچھی متعدد کتابیں لکھی ہیں۔

یہاں مقدسی نے قاضی ابوالعباس احمد بن محمد تمیمیؒ کی کنیت ابومحمد بتائی ہے، صحیح ابوالعباس ہے، یہ شہر کم وبیش پانچ سو سال تک اسلامی علوم وفنون اور علماء ومحدثین کا مرکز بنا رہا، اس کا نام بعد میں بامیران یا تامیران بھی بتایا گیا ہے، ۴۱۶ھ تک ملوک ہباریہ کا دارالحکومت تھا، اسے بھی اس ملک کا المیہ سمجھنا چاہیے، کہ سندھ میں اسلام کے اس مرکز علم ورجال کے چند ہی علماء ومحدثین کے نام اس کی نسبت کے ساتھ معلوم ہو سکے ہیں، جب کہ ان کی تعداد ہزاروں سے زیادہ رہی ہوگی۔

(۱) ابوبکر احمد بن محمد منصوری بکرآبادی، جرجانی

(۲) ابوحامد احمد بن محمد منصوری

(۳) ابوالعباس احمد بن محمد بن صالح منصوری، قاضی منصورہ

(۴) ابوسلیمان داؤد بن حسین بن عقیل منصوری

(۵) ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن مرہ منصوری

(۶) فضل بن احمد (فضل بن صالح) منصوری

(۷) ابوالحسن منصوری بغدادی

لاہور

جس زمانہ میں سندھی علماء ومحدثین کا ذکر خیر ہورہا ہے، اس میں یہ شہر بھی حدود سندھ میں شمار ہوتا ہے، پہلے قنوج (کنوجہ) کی مملکت میں شامل تھا، بعد میں دولت سامیہ ملتان میں آگیا، اور یہاں بھی مسلمانوں کی بہت بارونق اور بڑی آبادی تھی، اس کولوہور، لہاور ، اور لہاوور بھی کہتے تھے، قلقشندی نے لکھا ہے:

وهي مدينة كبيرة ، كثيرة الخير ، خرج منها جماعة من أهل العلم .
(صبح الأعشى ج٥ص ٧٦)

یہ بہت بڑا خیر وبرکت کا شہر ہے، یہاں سے اہل علم کی ایک جماعت نکلی ہے۔

اور اس کے مرکزی شہر قنوج میں بھی علم وعلماء کی کثرت وشہرت تھی، مقدسی بشاری نے لکھا ہے:

وبها علماء أجلة . (أحسن التقاسيم)

قنوج میں بڑے بڑے علماء ہیں۔

چوتھی صدی تک کے چند علمائے لاہور کے نام یہ ہیں:

(۱) شیخ اسماعیل لاہوری
(۲) ابوالفتح عبدالصمد بن عبدالرحمٰن اشعثی لاہوری
(۳) ابوالحسن علی بن عمرو بن حکم لاہوری
(۴) عمرو بن سعید لاہوری

قصدار، قزوار

سب سے پہلے قصدار کو حضرت منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ نے ۶۲ھ میں فتح کیا، اس کے بعد حضرت سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اس کی فتح ہوئی، یہ دونوں حضرات اصاغر صحابہ میں بڑے مقام ومرتبہ کے مالک ہیں، جن کے قدموں کی برکت سے

سرزمین قصدار کو حصہ ملا، اور جس کی وجہ سے یہاں بھی علم دین کا باغ پھلا پھولا، اور مشہور علماء پیدا ہوئے، مثلاً:

(۱) ابومحمد جعفر بن خطاب قصداری بلخی

(۲) ابوداؤد سیبویہ بن اسماعیل بن داؤد قزواری مکی

(۳) ابوحفص عمر بن محمد بن سلیمان مکرانی

(۴) رابعہ بنت کعب قزداریہ

(۵) محمد بن احمد بن منصور بوقانی

جو علماء ومحدثین صرف سندھی یا ہندی نسبت سے مشہور ہیں

قدیم زمانہ میں سندھ اور ہند دو الگ الگ ملک مانے جاتے تھے، اور دونوں کو ملا کر ان پر ہند کا اطلاق بھی ہوتا تھا، اس زمانہ میں سندھ کا اطلاق بہت بڑے اور وسیع وعریض خطہ ارضی پر ہوتا تھا، اور چوتھی صدی تک اس کے حدود میں جو علماء پیدا ہوئے، وہ عام طور سے سندھی کی نسبت سے مشہور ہوئے، اور کچھ اہل علم ہندی کی نسبت سے بھی مشہور ہوئے، ہم ذیل میں ایسے علماء ومحدثین کے نام پیش کرتے ہیں، جن کی مقامی نسبت معلوم نہیں اور وہ اپنے ملک سندھ کی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں۔

(۱) ابوبکر احمد بن سندی بن حسن بغدادی

(۲) احمد بن سندی بن فروخ بغدادی

(۳) احمد بن سندی رازی

(۴) ابوبکر احمد بن قاسم بن مسیحا سندی بغدادی

(۵) ابوالفوارس احمد بن محمد بن حسین سندی مصری

(٦) ابواسحاق ابراہیم بن علی بن سندی اصفہانی

(۷) اسلم بن سندی رازی

(۸)ابوابراہیم اسماعیل بن سندی بغدادی

(۹)اسماعیل بن محمد بن رجاء بن سندی اسفرائینی

(۱۰)بشیر بن عمرو بن ہارون سندی

(۱۱)حبیش بن سندی بغدادی

(۱۲)ابوبکر حمدان بن محمد بن رجاء سندی اسفرائینی

(۱۳)ابوبکر رجاء بن سندی اسفرائینی

(۱۴)ابوبکر سندی خواتیمی بغدادی

(۱۵)سندی بن ابو ہارون

(۱۶)ابوالہیثم بن سہل بن عبدالرحمٰن سندی رازی

(۱۷)عباس بن عبداللہ سندی انطاکی

(۱۸)ابومحمد عبداللہ بن سلیمان بن عیسیٰ سندی

(۱۹)عبداللہ بن حسن بن سندی دمشقی اندلسی

(۲۰)عبدالحمید سندی قیروانی

(۲۱)علی بن بنان بن سندی بغدادی

(۲۲)علی بن عبداللہ سندی بغدادی

(۲۳)علی بن محمد سندی کوفی

(۲۴)ابوالعباس فضل بن سکن بن سحیت سندی بغدادی

(۲۵)ابوعبداللہ محمد بن رجاء سندی اسفرائینی

(۲۶)ابوالحسن محمد بن عبداللہ سندی

(۲۷)ابوبکر محمد بن محمد بن رجاء بن سندی اسفرائینی

(۲۸)ابوالقاسم منصور بن محمد سندی اصفہانی

(۲۹)ابومحمد موسیٰ بن سندی جرجانی

(۳۰)ابوالحسن نصر اللہ بن احمد بن قاسم سندی بغدادی

(۳۱)ہبۃ اللہ بن سہل سندی

(۳۲)ابوحمزہ ہریم بن عبدالاعلی ابن فرات سندی اصفہانی

(۳۳)ابوجعفر سندی

(۳۴)ابوالفرج سندی

(۳۵)ابوعلی سندی بغدادی

(۳۶)ابومحمد ہندی بغدادی

(۳۷)احمد بن محمد کرابیسی ہندی

(۳۸)ابوعمر احمد بن سعید بن ابراہیم ہندی، ہمدانی اندلسی

(۳۹)ربیع بن سلیمان بن ہشام ہندی

(۴۰)ابوحذیفہ ہندی

(۴۱)ابوبحاء ہندی

سندھ میں علماء ومحدثین کی آمد

سندھ کے علمی ودینی مرکزوں میں مقامی علماء ومحدثین کی تعلیمی وتدریسی سرگرمی کے ساتھ ممالک اسلامیہ کے ائمہ حدیث بھی یہاں آکر تحدیث وروایت کی خدمت انجام دیتے تھے، اس زمانہ میں جو محدث کسی بستی سے گزرتا تھا، وہاں کے اہل علم مجلس درس وسماع اور حلقۂ املاء وروایت منعقد کر کے اس سے استفادہ کرتے تھے، نیز وہ خود وہاں کے محدثین سے روایت کرتے تھے، غیر ممالک سے آنے والے علماء ومحدثین کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱)ابواسحاق ابراہیم بن مالک بن بہبود بزاز بغدادی۔

(۲)ابوبکر محمد بن معاویہ بن عبدالرحمن مروانی قرطبی، ابن الاحمر۔

(۳)ابواحمد خلف بن احمد بن لیث سنجری بخاری۔

(۴)ابو محمد عبد القوی بن محمد عبدری جنجالی اندلسی۔
(۵)ابوالحسن بن احمد بن حسنین مصری خمیمی۔
(۶)ابوسعد محمد بن حسین حرمی مکی۔
(۷)ابوعبداللہ محمد بن الفوج مغربی صقلی۔
(۸) شیخ الاسلام ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن صابونی۔
(۹) ملک النحاۃ حسن بن صافی بغدادی۔
(۱۰) شیخ حسن بن منصور حلاج۔
(۱۱)ابوالحسن سعدالخیر بن محمد بن سہل انصاری اندلسی۔
(۱۲)حافظ ابوالحسن عبدالغافر بن اسماعیل نیشاپوری۔
(۱۳)ابوحفص ربیع بن صبیح سعدی بصری صاحب الحسن۔
(۱۴)ابوموسیٰ اسرائیل بن موسیٰ بصری ہندیؒ صاحب الحسن۔

چارسوسالہ اسلامی عربی دور میں سندھ میں آنے والے علمائے اسلام کی تعداد ہزاروں سے متجاوز رہی ہوگی، یہاں چند حضرات کے نام مثال کے طور پر درج کیے گئے ہیں۔

علمائے سندھ کی تصنیفی خدمات

دوسری صدی کی ابتدامیں باقاعدہ تدوین وتالیف کا دورشروع ہوگیا تھا،اور نصف صدی گزرتے گزرتے حدیث وفقہ کے ساتھ دیگر مروجہ علوم وفنون پر کتابیں لکھی گئیں، اور سینوں کے علوم سفینوں میں آگئے،اور پورے عالم اسلام میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوگیا،اسی زمانہ میں سندھ کی سرزمین نے حدیث کے سب سے پہلے مدون کرنے والے بزرگ حضرت ربیع بن صبیح کا یوں استقبال کیا کہ وہ یہیں کے ہورہے، رامہرمزی نے "المحدث الفاضل" میں لکھا ہے کہ بصرہ میں سب سے پہلے ربیع بن صبیح نے کتاب تصنیف کی،ان کے بعد سعید بن ابی عروبہ کا نمبر ہے۔ (المحدث الفاصل ص ۶۱۱)

امام ربیع بن صبیح احادیث کی فقہی تدوین وتبویب کے بعد ہندوستان میں جہاد کے لیے آئے ، اور باتفاق مورخین ١٦٠ھ میں یہیں فوت ہوئے ، اور دفن کیے گئے ، عام روایت ہے کہ ان کی وفات یہاں کے ایک جزیرہ میں ہوئی ، اور وہیں دفن ہوئے ، اس کے مقابلہ میں امام بخاریؒ نے ان کے سندھ میں وصال ودفن کی تصریح کی ہے۔

مات سنة ستين ومائة بأرض السند . (التاریخ الکبیر ج۲ ص۲۸۵)

ربیع ١٦٠ھ میں سرزمین سندھ میں فوت ہوئے۔

حافظ ابن حجر نے بھی محمد بن مثنیٰ وغیرہ سے ان کے ارض سندھ میں فوت ہونے کا قول نقل کیا ہے ، (تھذیب التہذیب) یہاں کے علماء کو اس نسبت وتعلق کے برکات وحسنات سے یوں فیض پہنچا کہ آج تک اس ملک میں احادیث کی تدریس وروایت کے ساتھ تصنیف وتالیف شرح وتعلیق اور طباعت واشاعت کا کام جاری ہے ، اور بہت سے اسلامی ممالک کے اہل علم کے مقابلہ میں یہاں کے خدام علم اس مجد وشرف میں ممتاز مقام رکھتے ہیں ، بعض قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسری صدی کے ربع اول میں سندھ کے پہلے اسلامی شہر دیبل میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوا ، جب کہ اسی دور میں پورے عالم اسلام میں اسلامی علوم خصوصاً علم فقہ وحدیث کی تدوین وتبویب ہوئی ، اور عبدالرحیم بن حماد ثقفی دیبلی تلمیذ امام اعمش نے کتابیں لکھیں ، خطیب بغدادی نے مشہور زاہد وعابد امام ابوعبداللہ حارث بن اسد محاسبی متوفی ٢٤٣ھ رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابوزرعہ سے حارث محاسبی اور زہد ورقاق سے متعلق ان کی کتابوں کے بارے میں سوال کیا گیا ، تو انھوں نے ان کے پڑھنے سے منع کیا اور کہا:

یاتونا مره بالحارث المجاسبي ، و مرة بعيد الرحيم ديبلى ، ومرة بحاتم الأصم و مرة بشفيق. (تاریخ بغداد ج۸ ص ۲۱۵)

لوگ ہمارے پاس کبھی حارث محاسبی کو ، کبھی عبدالرحیم دیبلی کو ، کبھی حاتم اصم کو ، اور کبھی شفیق بلخی کو لاتے ہیں۔

حارث محاسبی اوران کی کتابوں کے سلسلہ میں عبدالرحیم دیبلی وغیرہ کے بارے میں یہ کہنا کہ لوگ ان مشائخ کو ہمارے سامنے لاتے ہیں، بتارہا ہے کہ ان کے احوال واقوال کے ساتھ ان کی کتابوں کے دیکھنے کی بھی ممانعت تھی ،اورعبدالرحیم دیبلی نے زہدورقائق پر کتابیں لکھی تھیں، واللہ اعلم۔

امام مکحول شامی کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ کابل کے حربی قیدیوں میں سندی تھے، اور عربی کے الفاظ اچھی طرح ادانہیں کر سکتے تھے، ابن ندیم نے ان کی دو کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، کتاب السنن فی الفقہ اور کتاب المسائل فی الفقہ ، (الفہرست ۱۱۸) جس زمانہ میں مدینہ منورہ میں محمد بن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے کتاب المغازی لکھی ، ابو معشر سندی مدنی نے بھی اسی زمانہ میں کتاب المغازی تصنیف کی، ۲۷۰ھ میں منصورہ کے ایک عالم وفاضل نے جو کئی زبانیں جانتے تھے، الور (اروڑ) کے راجہ مہروق بن رائق کے لیے قرآن مجید کا ترجمہ اوراس کی تفسیر لکھی، اس کی تفصیل بزرگ بن شہر یار رامہرمزی نے عجائب الہند میں بیان کی ہے۔ (عجائب الہند)

امام بخاریؒ سے پہلے یا ان کے معاصرین میں ایک محدث ابوجعفر سندی تھے، ان کی ایک کتاب احادیث تھی ، جس میں بعض راویوں نے اپنی طرف سے الحاق کر دیا تھا، امام بخاری کا بیان ہے کہ عمرو بن مالک راسبی نے ابوجعفر سندی کی کتاب مستعار لے کر اس میں احادیث کا الحاق کیا ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۲ص ۳۵)

یہاں کے قدیم رواۃ حدیث میں ایک بزرگ ابوالفرج سندی تھے، انھوں نے حدیث میں ایک کتاب لکھی تھی ، جس کی روایت ہوتی رہی ، ابوجعفر طوسی نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے، کہ ابوالفرج سندھی کی ایک کتاب ہے جس کی روایت ہم سے محدثین کی ایک جماعت نے، عن التلعکبری، عن ابی ہمام، عن حمید، عن القاسم ابن اسماعیل، عن احمد رباح، عنہ کے سلسلہ سند سے کی ہے۔ (معجم المصنفین ج ۳ص ۳۲)

ابان بن محمد سندی عراق کے قدیم علماء میں سے تھے، ان کی کتاب النوادر کا ذکر

ابن حجر نے لسان المیزان میں کیا اور لکھا ہے کہ نجاشی نے ان کو رجال شیعہ میں شمار کیا ہے۔ (لسان المیزان)

علی بن احمد دیبلی کی کتاب "ادب القضاء" شوافع کی مستند ومتداول کتاب تھی، وہ اس کی طرف منسوب ہوکر "صاحب ادب القضاء" مشہور تھے، احمد بن محمد ہندی کرابیسی کی کتاب "الوصایا" کا ذکر چلپی نے کشف الظنون میں کیا ہے، ابوعمر احمد بن سعید ہندی قرطبی علم الشروط میں اپنے زمانہ کے تنہا عالم تھے، اس علم میں ان کی ایک کتاب نہایت مفید، جامع اور مفصل ہے، جس پر مغرب اور اندلس کے علماء کا پورا اعتماد تھا، جیسا کہ قاضی عیاض نے ترتیب المدارک میں بیان کیا ہے۔

ابواسحاق ابراہیم بن سندی کو حافظ ابونعیم نے "صاحب الاصول" کہا ہے، (تاریخ اصفہان ج۱ص۱۹۳) غالباً کتاب الاصول کے نام سے ان کی کوئی مشہور تصنیف تھی۔

حافظ ابوبکر محمد بن محمد رجاء بن سندی اسفرائینی نے صحیح مسلم کو لے کر اس کی احادیث کو اپنی سند سے امام مسلم کے شیوخ یا ان کے اوپر کے شیوخ سے ملایا ہے، اس طرح سے کتاب لکھنے کو استخراج اور تخریج کہتے ہیں، مستخرج ابی بکر سندی اسفرائینی اسی انداز پر صحیح مسلم کے ٹکر کی کتاب ہے، اس لیے ان کا نام "صاحب الصحیح علی شرط مسلم" اور مصنف "الصحیح و مخرجه علی کتاب مسلم" کی نسبت سے مشہور ہوگیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۲۳۰)

امام عبداللہ بن حسن بن سندی اندلسی نے زہد ورقاق پر بیس جلدوں میں ایک کتاب لکھی تھی، ابن عساکر نے ان کے ذکر میں ایک حافظ حدیث کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے زہد کے موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی، جس کی بیسویں جلد میں نے دیکھی ہے، اس میں محدثین کی ایک بڑی جماعت سے روایت کی ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس کتاب کی روایت ان سے کس نے کی ہے۔ (مختصر تاریخ ابن عساکر ج۷ص۳۶۳)

منصورہ کے قاضی ابوالعباس احمد بن محمد منصوری اپنے شہر منصورہ میں مستقل قیام کرتے تھے، ان کا حلقۂ درس قائم تھا، ساتھ ہی تصنیف وتالیف کا مشغلہ رکھتے تھے، ان کے ہر

تذکرہ نویس نے ان کی کتب عدیدہ، جلیلہ، حسنہ، کبار کا ذکر کیا ہے، مقدسی بشاری نے منصورہ میں ان سے ملاقات کی ہے، اور لکھا ہے:

وله تدريس و تصانيف ، قد صنف كتبا عديدة، حسنة.

(أحسن التقاسيم ص)

ان کی مجلس درس و تدریس قائم ہے ، اور تصانیف ہیں ، انھوں نے کئی عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں۔

یاقوت حموی نے ''معجم البلدان'' میں لکھا ہے:

له تصانيف في مذهبه. (معجم البلدان ذکر سند)

ان کی داؤدی مسلک میں کئی کتابیں ہیں۔

ابن ندیم نے الفہرست میں **وله كتب جليلة ،حسنة ، كبار**، لکھ کر ان کتابوں کا نام درج کیا ہے، ''**كتاب المصباح**'' یہ بہت بڑی کتاب ہے، ''**كتاب الهادی**'' اور ''**كتاب النير**''، بعض تذکرہ نویسوں نے ''**كتاب النير**'' کا نام ''**كتاب النيرين**'' لکھا ہے، یہ کتاب اس قدر اہم اور مشہور تھی کہ وہ اسی کی نسبت سے مشہور ہوئے، چنانچہ ابن قیسرانی نے ''**الانساب المتفقه**'' میں ان کو ''**صاحب كتاب النيرين**'' لکھا ہے، (الفہرست ص) اور شیرازی نے ''**طبقات الفقهاء**'' میں ''**صاحب كتاب النير**'' کی نسبت سے یاد کیا ہے۔

علمائے سندھ کے خاص خاص اجزاء، نسخے اور صحیفے

سندی علماء کی تصانیف میں ان کے وہ اجزاء، نسخے اور صحیفے بھی شامل کیے جا سکتے ہیں، جن کو انھوں نے براہ راست اپنے شیوخ و اساتذہ سے روایت کیا تھا، اور بعد میں ان نوادرات کی روایت کرتے تھے، محدثین کے نزدیک ایسے جزء یا نسخے اور کتاب کی بڑی قدر تھی، اور اس کی روایت کا بڑا اہتمام ہوتا تھا، ابوبکر احمد بن سندی نے حسن بن علویہ قطان سے

ابوحذیفہ بخاری کی تصنیف کتاب ''المبتدا'' کا سماع کیا، اوران سے ابن رزقویہ نے اس کتاب کی روایت کی۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۱۴۷)

دوسندی علماء حضرات امام احمد بن حنبل کے تلامذہ میں ان کے علوم ومعارف اور مسائل کے خصوصی جامع وحامل اورراوی ہیں، ایک حبیش بن سندی بغدادی، جن کے بارے میں ابوالخلال کا بیان ہے کہ وہ امام احمد کے تلامذہ کبار میں ہیں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے امام صاحب سے تقریباً بیس ہزار حدیثیں لکھی ہیں، نہایت جلیل القدر عالم تھے، ان کے پاس امام صاحب کے اہم مسائل وفتاویٰ کے دوضخیم مجموعے تھے، جوامام صاحب کے دوسرے تلامذہ کے پاس نہیں تھے۔ (طبقات الحنابلۃ ج ا ص ۱۴...۱۷)

دوسرے ابوبکرسندی خواتیمی ہیں، جن کے متعلق ابوالخلال نے کہا ہے کہ یہ امام صاحب کی صحبت ومعیت میں ابوحارث کے ہم پلہ ہیں، امام صاحب کی زندگی میں ان کے اوران کی اولاد کے ساتھ رہتے تھے، انھوں نے امام صاحب سے نہایت اہم اور اچھے مسائل سنے ہیں۔

ابومحمد موسیٰ بن سندی جرجانی نے امام وکیع بن جراح سے احادیث کی روایت کی، ان کے پاس امام وکیع کی تمام تصانیف تھیں، یہ کتابیں ان کے امتیازات میں شمار کی جاتی تھیں ،سہمی نے تاریخ جرجانی میں لکھا ہے ، **وكان عنده كتب وكيع** .(تاریخ جرجان ص ۴۲۶)

ابوجعفر محمد بن ابراہیم دیبلی نے نسخۂ اسماعیل بن جعفر مدنی کی روایت محمد بن زنبور سے کی تھی، اور یہ نسخہ ان کے پاس تھا، جس کی روایت کرتے تھے، اسی طرح انھوں نے سفیان بن عیینہ کی ''**كتاب التفسير**'' کی روایت ابوعبداللہ سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی سے کی، اور عبداللہ بن مبارک کی کتاب ''**البر والصله**'' کی روایت ابوعبداللہ حسین بن حسن مروزی سے کی ہے، جنھوں نے براہ راست ان کی روایت عبداللہ بن مبارک سے کی تھی، (**العقد الثمين فاسی ص ۳۹۷**) ان دونوں کتابوں کی روایت میں بھی محمد بن ابراہیم دیبلی خاص شہرت کے مالک تھے، اورعلماء ومحدثین ان سے ان کتابوں کی روایت کرتے تھے۔

علی بن عبداللہ سندی کے پاس فضائل طرسوس میں اخبار وآثار کا ایک مجموعہ تھا، جس کی روایت میں ان کو خصوصیت حاصل تھی، چنانچہ ابوبکر محمد بن عیسیٰ طرسوی ۲۴۶ھ میں بغداد آئے تو اپنے وطن کے فضائل کی اس کتاب کی روایت علی بن عبداللہ سندی سے کی، خطیب کا بیان ہے:

وحدث عن علي بن عبد الله بن السندی أخبارا مجموعة فی فضائل طرسوس. (تاریخ بغداد ج۲ ص ۱۰۴)

حسن بن حامد دیبلی کے پاس ''حکایات الموصلی'' کا ایک جز حسن بن علیل غزی کی روایت سے تھا، جس کے سماع کے لیے عطاء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

(مختصر تاریخ ابن عساکر ج۴ ص۱۵۹)

حضرت عمرو بن خرم انصاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کا حاکم وعامل بنا کر ان کے پاس ایک طویل مکتوبِ گرامی روانہ فرمایا تھا، ابن حزم نے اس مکتوب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اکیس مکاتیب جمع کیے۔ اور یہ مجموعہ مکاتیب نبوی ایک صحیفہ کی شکل میں تھا، جس کی روایت ہوتی رہی، اس صحیفہ کی روایت ابوجعفر دیبلی نے بھی کی تھی، اور ابن طولون نے اپنی کتاب ''اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین'' کے ذیل میں جعفر دیبلی کی روایت سے یہ پورا صحیفہ نقل کردیا ہے۔ (مقدمہ صحیفہ ہمام ابن منبہ از ڈاکٹر حمید اللہ صاحب)

تصانیف مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ

(۱) ائمہ اربعہ
(۲) اسلامی نظام زندگی
(۳) اسلامی شادی
(۴) اسلام اور مسلمان
(۵) اسلام میں قربانی کی حقیقت اور صفاتِ مومن
(۶) اسلامی ہند کی عظمت رفتہ
(۷) افادات حسن بصری
(۸) امام جوزی خود نوشت سوانح
(۹) امثال العرب عربی
(۱۰) آثار و اخبار
(۱۱) بناتِ اسلام کی علمی و دینی خدمات
(۱۲) تاریخ اسماء الثقات تصحیح و تعلیق عربی
(۱۳) تذکرہ علماء مبارک پور
(۱۴) تدوین سیر و مغازی
(۱۵) تبلیغی و تعلیمی سرگرمیاں عہدِ سلف میں
(۱۶) تدوین حدیث
(۱۷) تاریخ مبارک پور
(۱۸) جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول تصحیح و تعلیق عربی
(۱۹) جواہر القرآن
(۲۰) حج کے بعد
(۲۱) الحکومات العربیہ فی الہند عربی
(۲۲) خیر القرون کی درسگاہیں اور ان کا نظامِ تعلیم
(۲۳) الخطبات والرسائل العربیہ (عربی)
(۲۴) خواتین اسلام کی دینی و علمی خدمات
(۲۵) خیر الزاد فی شرح بانت سعاد (عربی)
(۲۶) خلافتِ راشدہ اور ہندوستان
(۲۷) خلافتِ امیہ اور ہندوستان
(۲۸) خلافتِ عباسیہ اور ہندوستان
(۲۹) دیوان احمد تصحیح و تعلیق (عربی)
(۳۰) دیارِ پورب کے علمی خانوادے
(۳۱) دعاء ماثورہ

(۳۲) دیار پورب میں علم اور علماء
(۳۳) داغ فراق
(۳۴) رجال السند والہند الی قرن السابع (عربی)
(۳۵) سیرت رسول خود حضور کی زبان مبارک سے
(۳۶) الصالحات
(۳۷) طبقات الحجاج
(۳۸) الطبابۃ عند العرب قبل انتشار الطب الیونانی (عربی)
(۳۹) عرب و ہند عہد رسالت میں
(۴۰) علماء اسلام کے قصص واحوال
(۴۱) علی وحسین
(۴۲) العرب والہند فی عہد الرسالۃ (عربی)
(۴۳) علماء اسلام کی خونین داستانیں
(۴۴) العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین (عربی)
(۴۵) علماء اسلام کے القاب وخطابات
(۴۶) عہد نبوی ﷺ کی درسگاہیں اور ان کا نظامِ تعلیم
(۴۷) قاضی اطہر مبارک پوری کے سفرنامے
(۴۸) قاعدہ بغدادی سے صحیح بخاری تک
(۴۹) کاروانِ حیات خود نوشت سوانح
(۵۰) معارف القرآن
(۵۱) مرآۃ العلم (عربی)
(۵۲) مسئلہ خلق قرآن اور اس کی سیاسی حیثیت
(۵۳) منتخب التفاسیر
(۵۴) مسلمانوں کے ہر طبقہ اور پیشہ میں علم اور علماء
(۵۵) مے طہور دیوان قاضی اطہر مبارک پوری
(۵۶) مآثر ومعارف
(۵۷) مطالعات وتعلیقات
(۵۸) محمد کے زمانہ کا ہندوستان مع ہندوستان صحابہ کے زمانہ میں
(۵۹) مکتوبات امام احمد بن حنبلؒ (ترجمہ)
(۶۰) مسلمان
(۶۱) مقالات قاضی اطہر
(۶۲) نسخہ شفاء الجواب الکافی کا اردو ترجمہ
(۶۳) الہند فی عہد العباسیین (عربی)
(۶۴) ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں
(۶۵) ہندوستان کی قدیم شخصیات
(۶۶) ہندوستان میں علم حدیث کی اشاعت

❁❁❁

PRINT ART DELHI Ph. & Fax : 23634222